قسط نمبر ۲

دیوی

عبدالقیوم شاد

تھوڑی دیر میں پیچھے آنے والے اس کے قریب پہنچ کر رک گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے وہ گھوڑوں سے نیچے اتر آئے ایک شخص نے درگا ماتا کا بت نکالا اور دیگر افراد دائرے کی شکل میں اس کے گرد جمع ہو گئے ان سب نے ہاتھ باندھے اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگے یہ..........یہ ڈاکو ہیں تخت سنگھ نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ غریب لڑکیوں کی شادیاں کروانے آئے ہوں۔

ان علاقوں کے ڈاکو لوٹ مار کے علاوہ بہت سارے سماجی کام بھی کرتے ہیں ان کاموں میں ایک کام جبری شادی بھی ہے بعض غریب لڑکیوں کی شادیاں صرف اس وجہ سے رکی ہوئی ہوتی ہیں کہ انکے والدین لڑکے والوں کو پسند کا جہیز نہیں دے سکتے اس قسم کے لوگ ڈاکوؤں سے مدد کی درخواست کرتے ہیں شادی بیاہ کی تقریبات میں بعض اوقات ڈاکو کا کوئی گروہ اچانک وارد ہوتا، چند

نوجوانوں کو پکڑتا اور انہیں زبردستی غریب لڑکیوں سے شادی پر مجبور کر دیتا۔ 1971ء میں صوبہ بہار میں صرف دو مہینوں کے دوران پانچ سو جبری شادیاں کرائی گئی تھیں لہٰذا دونوں چرواہوں کی قیاس آرائی تعجب خیز نہیں تھی۔

اچانک بال مکند کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری تخت سنگھ، وہ دیکھو..........وہ لڑکی! یہ..........یہ تو پھولن دیوی ہے۔

رام رام..........تخت سنگھ نے کہا یہ..........یہ تو سچ مچ پھولن دیوی ہے جسے سری رام اور لالہ رام نے گاؤں کی گلیوں میں گھمایا تھا۔

تخت سنگھ ہمیں فوراً گاؤں میں جا کر لوگوں کو خبردار کرنا چاہیے۔

تخت سنگھ نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ چپ چاپ پڑے رہو ان ڈاکوؤں سے گاؤں کو کوئی نہیں بچا سکتا جو کچھ کرنے آئے ہیں کر کے جائیں گے شانتی اسی میں ہے کہ یہیں پڑے رہو۔

اس اثناء میں ڈاکوؤں نے درگا مائی کی پوجا ختم کی اور تین حصوں میں بٹ گئے ایک گروہ دائیں طرف دوسرا بائیں طرف اور تیسرا سامنے کی طرف بڑھا تخت سنگھ اور بال مکند جھاڑیوں کے اندر دبک گئے۔

تخت سنگھ نے کہا یہ لوگ گاؤں کے گرد گھیرا ڈال رہے ہیں انکی نیت ٹھیک معلوم نہیں ہوتی بھگوان تو ہی گاؤں کے باسیوں پر دیا کر بال مکند بھگوان سے پرارتھنا کر پھولن دیوی اپنی بے عزتی کا انتقام لینے آئی ہے۔

دونوں پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی اور وہ خیریت کی دعا مانگنے لگے۔

گاؤں کے وسط کی طرف بڑھنے والے ڈاکوؤں کی قیادت پھولن دیوی کر رہی تھی وہ گھوڑے پر سوار تھی اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی وردی میں تھی اس نے ایک ہاتھ میں گھوڑے کی باگ اور دوسرے ہاتھ میں رائفل پکڑ رکھی تھی اس کی پیٹی میں ایک طرف پستول اور دوسری طرف

خنجر لٹک رہا تھا خنجر کے ساتھ ہی ایک میگا فون بھی تھا اس نے زپ والے فل بوٹ پہن رکھے تھے باقی ڈاکو اپنے اپنے عہدے کے مطابق وردی پہنے ہوئے تھے کوئی انسپکٹر کوئی سب انسپکٹر اور زیادہ تر سپاہیوں کی وردی میں تھے جب یہ جتھا گاؤں کے قریب پہنچا تو سب سے پہلے باہر کھیلنے والے بچوں کی نظر ان پر پڑی انہوں نے کھیل چھوڑ دیا اور پولیس پولیس ! کا شور مچاتے ہوئے گاؤں کی طرف بھاگے پھولن دیوی نے اپنی رائفل بلند کی اور پہلا ہوائی فائر کیا اس کے ساتھ ہی گاؤں کے چاروں طرف فائرنگ کی آواز گونجنے لگی کچھ ڈاکوؤں نے گاؤں کے گرد ٹیلوں ٹیکریوں اور چھتوں پر پوزیشن سنبھال لیں۔

فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی آناً فاناً گاؤں کی گلیاں سنسان ہو گئیں ایسا سناٹا طاری ہو گیا جیسے مردوں کی بستی ہو صرف ایک شخص باہر رہ گیا

اور وہ معذور سوہن سنگھ تھا افراتفری اور عجلت کی وجہ سے اس کے گھر والے اسے اٹھا کر اندر نہیں لے جا سکے اس کے گھر والے دروازے مقفل کر کے پڑوس کے گھر میں جا گھسے تھے۔

معذور سوہن سنگھ پر سکتہ طاری ہو گیا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان ڈاکوؤں کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس کے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے وہ تعداد میں نو یا دس تھے ان کی داڑھیاں بڑھی ہوئی تھیں اور چہروں پر بربریت پائی جاتی تھی ایک ڈاکو بڑی پھرتی سے ایک مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور رائفل بغل میں دبا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

ایک ڈاکو سوہن سنگھ کی چارپائی کے قریب گیا اور رائفل کی نال اس کی گردن سے لگاتا ہوا بولا..............او لنگڑے چابیاں نکال۔

باقی ڈاکو اس کی چارپائی کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے۔

سوہن سنگھ گڑگڑایا، مہاراج میں معذور آدمی ہوں میرے پاس چابیاں

نہیں ہیں۔ہم تیری بک بک سننے نہیں آئے جلدی نکال چابیاں۔

میری تلاشی لے لو مہاراج میرے پاس چابیاں نہیں ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک ڈاکو تیزی سے گھوما اور رائفل کا بٹ سوہن سنگھ کی پسلیوں میں مارا تکلیف کی وجہ سے سوہن سنگھ کی چیخیں نکل گئیں۔

کہاں چھپائی ہیں چابیاں۔؟ڈاکو نے کہا جلدی بول لنگڑے کی اولاد۔

بھگوان کی سوگند، مجھے چابیوں کا کچھ پتا نہیں ہے گھر والے ساتھ لے گئے ہیں۔

ایک ڈاکو نے بید سے سوہن سنگھ کو پیٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گیا ایک ڈاکو نے اپنے بھاری بھر کم بوٹ سے دروازے پر چند ٹھوکریں لگائیں اور دروازہ ٹوٹ کر چوپٹ کھل گیا۔سارے ڈاکو اندر گھس گئے اور چیزیں اٹھا کر پٹخنے لگے اس اثناء میں سوہن سنگھ

ہوش میں آ گیا اسکے جسم کے مختلف حصوں میں سخت درد ہو رہا تھا وہ بستر پر پڑا ہولے ہولے کراہنے لگا تھوڑی دیر بعد ڈاکو باہر آ گئے چند نے گٹھریاں اٹھا رکھی تھیں۔

تمہارا بڑا بھائی کہاں ہے۔؟ ایک ڈاکو نے سوہن سنگھ سے پوچھا اس کے پاس بندوق کا لائسنس ہے وہ بندوق کہاں ہے۔؟

ڈاکوؤں کی معلومات نے سوہن سنگھ کو حیران کر دیا وہ کراہتا ہوا بولا مہاراج میرا بھائی الگ رہتا ہے اس کا گھر دوسری طرف ہے بندوق اسی گھر میں ہو گی۔

ایک ڈاکو نے جیب سے کاغذ اور قلم نکالا اور کاغذ پر کچھ لکھنے لگا تحریر مکمل کرنے کے بعد اس نے کاغذ سوہن سنگھ کے سینے پر پھینک دیا اور بولا اس پر ہمارے نام لکھے ہوئے ہیں انہیں یاد رکھنا اور پورے گاؤں کو بتا دینا ہم آئندہ بھی آتے جاتے رہیں گے۔

ادھر پھولن دیوی بارہ ڈاکوؤں کی معیت میں گاؤں کے سرپنچ تقدیر رام غلام سنگھ کے گھر پہنچی لیکن سرپنچ کی خوش قسمتی کہ اس روز وہ گاؤں سے باہر گیا ہوا تھا پھولن دیوی نے اپنا گھوڑا آگے کیا اور کنویں کی دیوار پر چڑھ گیا یہ وہی کنواں تھا جہاں اسے برہنہ حالت میں پانی بھرنے کے لئے لایا گیا تھا۔

اس نے میگا فون منہ سے لگایا اور چیخ کر بولی سنو بے غیرت کتو، میں وہی پھولن دیوی ہوں جسے تم لوگوں نے اس گاؤں کی گلیوں میں ذلیل کیا تھا آج میں تم لوگوں کی موت بن کر یہاں آئی ہوں کوئی بھاگنے کی کوشش نہ کرے پورا گاؤں گھیرے میں ہے جس نے بھاگنے کی کوشش کی اسے چھلنی کر دیا جائے گا اسے کتے کی موت مار دیا جائے گا اس نے چند لمحے توقف کیا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھی اور میگا فون میں بولی۔ جس نے ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی

اس کی لاش کتوں کے آگے ڈال دوں گی اور سنو سری رام اور رالا لہ رام کو باہر نکال دو جس نے ان کتوں کو پناہ دی اس کے پورے کنبے کو گھر بند کر کے جلا دوں گی کہاں ہیں وہ سورما۔؟

اس کی آواز پورے گاؤں میں پیغام اجل بن کر گونج رہی تھی ہر طرف سناٹا اور سکوت طاری تھا کھڑکیاں دروازے روشندان غرضیکہ ہر شے ساکت تھی یہاں تک کہ کتے بھی خاموش ہو گئے تھے اور تختوں کے نیچے دبک گئے تھے چند لمحوں کے بعد ایک سفید گائے گلی میں نمودار ہوئی اس نے گاؤں کی سنسان گلیوں کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھا اور دو تین مرتبہ منہ اوپر کر کے دردناک سی آواز نکالی اس نے بھی فضاء میں پھیلی ہوئی دہشت کی بو سونگھ لی تھی وہ پھولن اور اسکے ساتھیوں کے قریب سے گزرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی اچانک ایک گھر سے کسی لڑکی کی چیخوں کی آواز ابھری۔

پھولن نے میگا فون سے منہ لگایا اور بولی۔ اگر خیریت چاہتے ہو تو سری رام اور لالہ رام کو باہر نکال دو ورنہ ہم پورے گاؤں کو تباہ کر دیں گے۔

لڑکی کی چیخوں کی آواز جس طرح ابھری تھی اسی طرح اچانک بند ہو گئی گاؤں میں ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔ کتوں کو باہر نکال دو پھولن نے میگا فون میں کہا ہم انہیں لینے آئے ہیں کسی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تب پھولن دیوی نے ڈاکوؤں سے مخاطب ہو کر کہا ان کتوں کے گھروں میں گھس جاؤ اور ایک ایک مرد کو گھسیٹ کر باہر نکال لاؤ۔

اس کے ساتھ ہی ڈاکوؤں کی ٹولیاں جو مختلف جگہوں پر پوزیشنیں سنبھالے کھڑی تھیں حرکت میں آ گئیں انہوں نے ٹھوکروں اور رائفل کے کندوں سے گھروں کے دروازے توڑنے شروع کر دیئے اس

کے ساتھ پورے گاؤں میں کہرام بپا ہو گیا جیسے دفعتہً ان پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو ہر گھر سے عورتوں اور بچوں کی چیخیں گونجنے لگیں مرد گڑ گڑا کر ڈاکوؤں کی منت سماجت کرنے لگے۔

ڈاکوؤں نے ایک ایک کر کے مردوں کو گھسیٹنا شروع کر دیا وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے باہر نکالتے اور دھکے دیتے ہوئے پھولن دیوی کے سامنے جا کر پھینک دیتے پھولن دیوی گھوڑے سے اتر آئی تھی اور ایک کھلی جگہ پر دونوں پاؤں پھیلائے کھڑی تھی اس نے رائفل دائیں ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور وقتاً فوقتاً ڈاکوؤں کو ہدایات بھی دیتی جاتی تھی اس کے بال سیاہ بوائے کٹ انداز میں بنے ہوئے تھے دور سے یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ ایک لڑکی ہے تھوڑی دیر کے بعد گاؤں کے بیشتر مرد اس کے سامنے پہنچا دیے گئے وہ سب گھٹنوں میں سر دیے بیٹھے تھے اور پھولن دیوی کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہے تھے

پھولن دیوی قہر آلود نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی اچانک وہ آگے بڑھی اور چیخ کر بولی شیطان کی اولاد و مجھے پہچانوں میں وہی پھولن دیوی ہوں جس کا تم تماشا دیکھتے تھے آج کون سور ما ہے جو میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے کیا تم سمجھو ہو کہ عورت کمزور ہووے اس نے آگے بڑھ کر ایک نوجوان کو ٹھوکر لگائی بولتے کیوں نہیں کتے۔؟ وہ سور سری رام؟ اس نے ایک اور نوجوان کو رائفل کا کندہ مارا منہ کھول دے کمینے کس گھر میں چھپے ہوئے ہیں دونوں۔

دیوی جی میں نردوش ہوں نوجوان نے کہا مجھے کچھ پتا نہیں ہے۔

تو نردوش ہے تو نے پھولن دیوی کی ان گلیوں میں بے عزت ہوتے دیکھا تھا یا نہیں نوجوان کانپنے لگا۔

تلسی رام اٹھا اور ہمت کر کے بولا دیوی جی سری رام اور لالہ رام یہاں نہیں ہیں ہم نے بہت دنوں سے نہیں دیکھا۔

پھولن تیزی سے اس کے قریب گئی اور اس کے منہ پر رائفل کا کندہ مارا تلسی رام کی ناک سے خون بہنے لگا راجندر سنگھ اور سریندر سنگھ خوفزدہ نظروں سے باپ کی طرف دیکھنے لگے وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ پھولن دیوی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کو تو نے کہیں چھپا دیا ہے۔

جس وقت گاؤں کے اندر یہ کارروائی ہو رہی تھی اس وقت بال مکند گاؤں سے فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا یہ وہی بال مکند تھا جو تھوڑی دیر پہلے لکڑیاں پھاڑ رہا تھا وہ فرار ہو کر سیدھا پولیس کے پاس جانا چاہتا تھا قریب ترین چوکی کھوجہ رام پور میں تھی جو وہاں سے دو ڈھائی میل کے فاصلے پر تھا۔

بال مکند نے سائیکل نکالی اور اپنے گھر کے پچھواڑے سے نکل کر چھپتا چھپاتا گاؤں سے باہر پہنچ گیا ابھی وہ چند ہی گز دور گیا تھا کہ کچھ فاصلے پر اسے دو ڈاکو دکھائی دیے جو وہاں پہرہ دے رہے تھے وہ جلدی سے

ایک ٹیلے کی آڑ میں ہو گیا شاید ڈاکوؤں نے اسے دیکھ لیا تھا ان کی گولیاں کسی لمحے بھی اس کے جسم کے پار ہو سکتی تھیں وہ کئی لمحوں تک سانس روکے بیٹھا رہا پھر اس نے ایک مختلف راستہ اختیار کیا درختوں پودوں ٹیلوں اور کھیتوں کی آڑ لیتا ہوا بالآخر وہ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

ادھر ڈاکو مردوں کو کھینچ کھینچ کر گھروں سے باہر لا رہے تھے اور عورتوں کے چیخنے کی آوازیں بتدریج بلند ہو رہی تھیں مگر پھولن دیوی ان آوازوں سے ذرا بھی متاثر نہیں تھی کیونکہ اس کی بے آواز آہیں اب بھی اس بستی کی فضا میں بھٹک رہی تھیں جب وہ ان گلیوں میں خاکِ آوارہ کی کی مانند بے آبرو کی گئی تھی تو کوئی آنکھ نم نہیں ہوئی تھی کوئی اس کی آہیں سن کر دل گرفتہ نہیں ہوا تھا اہل بستی نے اسے ایک معصوم لڑکی کی بجائے ایک تماشہ سمجھا تھا جن مردوں کی خاطر آج بستی کی عورتیں

گریہ وزاری کر رہی تھیں انہوں نے ہی تو اسے پیروں تلے پامال کیا تھا پھر وہ کیسے ان آوازوں سے متاثر ہوتی۔

آس پاس کے گھروں کی عورتیں کھڑکیوں اور دروازوں میں کھڑی دہشت زدہ نظروں سے اپنے شوہروں، بیٹوں اور بھائیوں کے ساتھ ہونے والا سلوک دیکھ رہی تھیں اس بستی میں اس سے پہلے کبھی ڈکیتی کی واردات نہیں ہوئی تھی تاہم ان عورتوں نے وارداتوں کے قصے ضرور سن رکھے تھے انہوں نے یہی سنا تھا کہ ڈاکو لوٹ مار کرنے آتے ہیں اور کاروائی مکمل کر کے فوراً واپس چلے جاتے ہیں لیکن وہ اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھ رہی تھیں وہ ان سنے ہوئے قصوں سے بہت مختلف تھا یہ ڈاکو کسی جلدی میں معلوم نہیں ہوتے تھے وہ ان کے آدمیوں کو بے دریغ ٹھوکریں اور رائفلوں کے کندے مار رہے تھے حالانکہ انہوں نے سنا یہ تھا کہ ڈاکو صرف اس شخص پر ہاتھ اٹھاتے ہیں

جوان کے کام میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرتا ہے لیکن ان کے مرد بغیر کسی وجہ کے مار کھا رہے تھے ضرور کوئی گھری گڑبڑ تھی۔

رام اوتار چند ٹوٹی پھوٹی بندوقیں اٹھائے ہوئے پھولن دیوی کے پاس پہنچا اور بولا سری رام اور لالہ رام گاؤں میں موجود نہیں ہیں ہم نے ایک ایک گھر دیکھ ڈالا ہے۔

پھولن دیوی نے پیر پٹختے اور زمین پر تھوکتی ہوئی بولی۔ پر مخبر نے یہ کہا تھا کہ آج وہ شادی میں شریک ہونے کے لئے آویں گے۔

ہم جلدی آ گئے ہیں۔ رام اوتار نے کہا بارات ابھی تک نہیں آئی۔

اب نہ آوے گی بارات۔ پھولن نے کہا پھر ان لوگوں کی طرف مڑی جو زمین پر بیٹھے اپنی قسمت کا انتظار کر رہے تھے تم میں سے ہریجن کون ہے۔؟

بابو رام حجام ہاتھ جوڑتا ہوا بولا۔ میں ہوں جی۔

تو ادھر کھڑا ہو جا پھولن نے اسے حکم دیا۔

بابو رام سمجھا کہ شاید اسے قربانی کا بکرا بنانے کے لئے الگ کیا گیا ہے وہ گڑگڑایا، دیوی جی میں گریب آدمی ہوں مجھ پر دیا کرو۔

منہ بند رکھ بڈھے۔ پھولن نے اسے ڈانٹا خاموش کھڑا ہو جا۔

بابو رام کانپتا ہوا ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکو مزید تین آدمیوں کو گھسیٹتے ہوئے وہاں لائے ان میں ایک تو راج تھا اور دوسرے دو اس کے مزدور تھے یہ تینوں بھی ہریجن تھے اگر وہ چند منٹ پہلے لائے جاتے تو پھولن انہیں بھی الگ کر دیتی لیکن ان کی بدقسمتی کہ پھولن نے دوبارہ پوچھا ہی نہیں تھوڑی دیر کے اندر گاؤں کے تمام مرد کھلی جگہ پر جمع کر دیئے گئے ان کے چاروں طرف تقریباً دو درجن ڈاکو رائفلیں تانے کھڑے تھے وہ سب خاموش تھے اور پھولن کے حکم کے منتظر تھے۔

پھولن نے اسیر مردوں کو مخاطب کر کے کہا تھوڑے دن پہلے ایک ہریجن نے اس گاؤں کے کچھ لوگوں کو دعوت پر بلایا تھا جو لوگ اس دعوت پر گئے تھے وہ ایک طرف ہو جائیں۔

تقریباً چوبیس پچیس افراد ایک طرف ہو گئے انہیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ پھولن نے انہیں کیوں الگ کیا ہے۔

جن لوگوں نے اس دعوت میں کھانا کھایا تھا ادھر ہو جائیں۔ پھولن نے کہا اور جنہوں نے کھانا نہیں کھایا وہ ادھر ہو جائیں۔

یہ لوگ دوبارہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے جنہوں نے کھانا کھایا تھا ان کی تعداد گیارہ بارہ کے قریب تھی پھولن نے ان میں سے ایک کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا بولی۔ کیوں رے سچ بولو ہو۔؟

بالکل سچ بولوں ہوں دیوی جی۔

پھولن نے دوسرے کا گریبان پکڑا۔ تو نے بھی کھانا کھایا تھا۔؟

کھایا تھا جی..........

پھولن نے باقیوں کی طرف اشارہ کیا۔ان سب نے بھی کھایا تھا۔؟

انہوں نے بھی کھایا تھا جی۔

جن لوگوں نے کھانا نہیں کھایا تھا پھولن ان کی طرف متوجہ ہوئی ایک نوجوان کا گریبان پکڑتی ہوئی بولی۔

تو نے کھانا کیوں نہیں کھایا رے۔

نوجوان گھبرا کر بولا۔ ہریجن کے ہاتھ کا کھانا مہاپاپ ہے دیوی جی۔

پھولن ان لوگوں کی طرف مڑی جنہوں نے کھانا کھایا تھا سنا تم لوگوں نے ہریجن کے ہاتھ کا کھانا کھانا پاپ ہووے ہے پھر تم لوگوں نے کیوں کھانا کھایا۔؟

سب بھگوان کے بند ہووین جی۔ایک نے کہا مہاپاپ تو کسی کا دل دکھانے سے ہووے بندے بھی بھگوان کے اور اناج غلہ بھی بھگوان

کا۔

پھولن نے چند ڈاکوؤں کو بلا کر کہا ان لوگوں کے ساتھ جا کر ان کے گھروں کو دیکھو اور ان کا جو مال لوٹا ہے وہ واپس کر دو۔ سب کو بتا دو کہ ان کے گھر والوں کو کچھ نہ کہا جائے۔

وہ ڈاکو ان گیارہ آدمیوں کو ساتھ لے کر ان کے گھروں کا پتہ کرنے روانہ ہو گئے پھولن دیوی نے باقی لوگوں کو موقع پر موجود ڈاکو کی تحویل میں چھوڑا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بستی میں ہونے والی کاروائی کا معائنہ کرنے لگی اس کے پیچھے تین گھڑ سوار تھے جن میں ایک ڈی ایس پی کی وردی میں تھا اور دو انسپکٹر کی وردی میں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پھولن اس وقت ایس پی کی وردی میں تھی۔

گاؤں میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ ڈاکوؤں کی کمان پھولن دیوی کے ہاتھ میں ہے ایک گلی میں چند ٹھاکر عورتیں روتی ہوئی اس کے

گھوڑے کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئیں اور اس کی منت سماجت کرنے لگیں۔

تم کس لئے روتی ہو۔؟ پھولن نے پوچھا۔

ہم اپنے مردوں کے لئے روتی ہیں۔ ایک عورت نے کہا لوٹ مار تو تو نے کر لی ہے ہمارے آدمیوں کو کیوں پکڑ رکھا ہے۔؟

پھولن گھوڑے سے نیچے اتر آئی اور عورت کا بازو پکڑ کر بولی تجھے وہ دن یاد ہے جب دو کتے مجھے اس گاؤں کی گلیوں میں ہانک رہے تھے اس دن تو مجھے اس گاؤں کے کسی گھر سے رونے کی آواز نہیں آئی تھی تیرے مرد اس دن کہاں مر گئے تھے۔؟

پھولن دیوی میں تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پچھلی باتیں بھول جا۔ ہم پر رحم کر۔

پھولن نے اسے دھکا دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بولی۔

جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے وہ میں نہیں بھول سکتی اور جو کچھ اس بستی کے ساتھ ہوگا وہ یہ بستی نہیں بھول سکے گی۔

اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آگے بڑھ گئی اسے دیکھ کر عورتیں گھروں سے نکل آئیں کوئی ہاتھ جوڑ کر اور کوئی پیر چھو کر بھیک مانگتی لیکن پھولن ان کی طرف دیکھے بغیر گمبھیر چہرے کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی اس کی چشم تصور اس مظلوم لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو شام کے دھندلکے میں ان کچی گلیوں میں لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی تھی اس کے حواس سن ہو چکے تھے بال بکھرے ہوئے اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ چکے تھے وہ نیم جاں تھی آبلہ پا تھی اس کے جلو میں شیطانی قہقہے گونج رہے تھے عورتیں دروازے اور کھڑکیوں اور دیواروں کے اوپر سے اسے دیکھ رہی تھیں بہت سی آوازیں یہ کہتی سنائی دے رہی تھیں۔

یہ ڈاکو ہے ....یہ ظالم ہے، یہ خطرناک ہے ....

......اسے مارو.........خوب مارو.....

پھولن دیوی کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے آج اس کا جی چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر روئے اور اپنے آنسوؤں کے سیلاب سے پوری بستی کو غرق کر دے یہ ان بے بسی کے دنوں کے رکے ہوئے آنسو تھے جب ظالموں نے اس سے فریاد کا بھی حق چھین لیا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لڑکی جسے اس بستی کی گلیوں میں گھسیٹا اور پامال کیا گیا تھا کوئی اور تھی اور یہ لڑکی جو آج گھوڑے پر سوار فاتحانہ شان کے ساتھ ان گلیوں میں سے گزر رہی ہے کوئی اور ہے.........اس کے آنسو اپنے لئے نہیں تھے بلکہ اس لڑکی کے لئے تھے جسے جابر جاگیر دار ازل سے ان بستیوں کی گلیوں میں گھسیٹ رہے تھے۔

جب پھولن دیوی کا گھوڑا ایک دوسری گلی میں داخل ہوا تو اس کی چشم تصور نے ایک اور منظر دیکھا اس نے بستی کی گلیوں میں لوگوں کو

دوڑتے دیکھا کھیتوں میں کام کرنے والوں نے ہل روک دیئے

چرواہوں نے مویشیوں کو آزاد چھوڑ دیا دکاندار نے دکانیں بند کر دیں

اور عورتوں نے گھر کے کام کاج سے ہاتھ اٹھا لیے وہ سب اس گلی کی

طرف بھاگ رہے تھے جس میں ایک بے بس لڑکی دو بالٹیاں اٹھائے

کنویں کی طرف جا رہی تھی کیا اس بستی والوں نے کبھی لڑکی کو کنویں

سے پانی بھرتے نہیں دیکھا تھا۔؟

نہیں! انہوں نے کسی مظلوم لڑکی کو پانی بھرتے نہیں دیکھا تھا کسی ایسی

لڑکی کو پانی بھرتے نہیں دیکھا تھا جس سے اس کی عزت چھین لی گئی

ہو جس سے اس کے بدن پر لٹکنے والے چیتھڑے چھین لئے گئے ہوں

یہ عظیم تماشا انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

پھر پھولن کی چشم تصور نے دو سور ماؤں کو بھنگڑا ڈالتے............اور

ہوائی فائر کرتے دیکھا۔

حقیقت کی دنیا میں لوٹ آئی اس نے آنکھیں جھپکا کر دیکھا تو مان سنگھ کا گھوڑا اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

آج تو تیرے خوش ہونے کا دن ہے پھولن دیوی۔

پھولن دیوی گہرا سانس لیتی ہوئی بولی۔ مان سنگھ میری خوشی کا دن جانے کہاں ہے وہ دن شاید کبھی نہیں آئے گا۔.........

دوپہر کا سورج دھیرے دھیرے مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا برات راستے سے ہی واپس چلی گئی تھی چند عورتیں جو کھیتوں میں کام کر رہی تھیں وہ ڈاکوؤں کی نظر میں آنے سے رہ گئی تھیں وہ کام چھوڑ کر بھاگیں اور گاؤں کی طرف آنے والی برات کو راستے میں ہی خبر دار کر دیا کہ بہیہ مائی پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا ہے یہ پتا نہیں چل سکا کہ سری رام اور رلالہ رام برات کے ساتھ چلے تھے یا نہیں۔!

پھولن دیوی گاؤں کا چکر لگا کر دوبارہ اس جگہ پر پہنچ گئی جہاں اسیر مرد

جمع تھے وہ گھوڑے سے اتر کر دوبارہ ان لوگوں سے سری رام کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگی اس نے ایک نوجوان کی ٹھوڑی کے نیچے رائفل کی نال چبھوئی اور سری رام کے بارے میں پوچھا نوجوان پیچھے ہٹنے لگا تو ایک ڈاکو نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا۔

نوجوان ہاتھ جوڑتا ہوا بولا۔ میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے میں نے بہت دنوں سے سری رام اور لالہ رام کو نہیں دیکھا۔

پھولن نہ تو جلدی میں معلوم ہوتی تھی اور نہ ہی اسے کوئی گھبراہٹ تھی وہ بار بار اسیر مردوں سے سری رام اور لالہ رام کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

اس نے کرشن سروپ کو اشارہ کیا ادھر آ۔ کرشن ڈرتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا سری رام اور لالہ رام تیرے گھر کھانا کھاتے ہیں۔

نن ....نہیں دیوی جی میں نے انہیں کبھی کھانا نہیں کھلایا۔

ان میں سے کس نے انہیں کھانا کھلایا تھا۔

دیوی جی مجھے معلوم نہیں۔ کرشن نے گھبرا کر جواب دیا میں نے سری رام اور رالالہ رام سے کبھی واسطہ نہیں رکھا مجھے کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں کھانا کھاتے تھے۔

پھولن نے اس کے سینے پر زور سے رائفل کا کندا رسید کیا وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا گرا۔

تم جھوٹے ہو پھولن چیخی تم سب کمینے اور جھوٹے ہو۔

اسیروں میں سے کسی نے دبی زبان میں کہا۔ یہ خود کمینی اور جھوٹی ہے پھولن نے یہ آواز سن لی۔ وہ تیزی سے متکلم کی طرف گھومی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا اور اندرونی جوش کے باعث سینے کے اتار چڑھاؤ میں اضافہ ہو گیا تھا تب ہی اس کی نظر سریندر سنگھ پر پڑی۔

اچھا تو یہ تو ہے۔ پھولن تیزی سے اس کی طرف بڑھی کبڈی کا کھلاڑی تجھے تو میں بھول ہی گئی تھی اس نے رائفل ایک ڈاکو کو پکڑائی اور سریندر کو بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا کتے کی اولاد تو میرے ساتھ زور آزمائی کرے گا تو چیز کیا ہے رے، تیرے اندر کتنی طاقت ہے۔؟ اس نے اڑ لگا کر سریندر کو زمین پر گرا دیا پھر اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور بولی اٹھ مرد ہے تو میرے ساتھ ذرا پنجہ لڑا۔

سریندر نے چاروں طرف کھڑے ڈاکوؤں کی طرف دیکھا اگر میں نے تیرے ساتھ پنجہ آزمائی کی تو یہ لوگ میری بوٹیاں اڑا دینگے۔

یہ میرے اشارے کے بغیر آنکھ بھی نہ جھپکیں۔

نوجوان سریندر نے سوچا کہ موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے بولا، میری ایک شرط ہے اگر میں جیت گیا تو تجھے ان لوگوں کو چھوڑنا ہوگا۔

ان لوگوں کی بات مت کر۔ تو اپنی بات کر۔ اگر تو جیت گیا تو میں تجھے

چھوڑ دوں گی۔

میرے باپ اور بھائی کو بھی سریندر نے جلدی سے کہا۔ اور ہمارے گھر سے لوٹا ہوا مال بھی تجھے واپس کرنا ہوگا۔

اور اگر تو ہار گیا تو پھولن نے پوچھا۔

سریندر کو پھولن کی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں تھا پھولن دیوی جنگلوں اور پہاڑوں میں مشقت کی زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ باقاعدہ کسرت بھی کرتی تھی اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکی تھی۔

اگر میں ہار گیا تو جو تیرے جی میں آئے کرنا سریندر نے کہا پر کوئی دھوکا نہ کرنا۔

پھولن نے اپنا بایاں بازو آگے بڑھایا، لے پکڑ میری کلائی سب دیکھ رہے ہیں دھوکا ہوا تو سب کو نظر آ جائے گا۔

سریندر نے ہاتھوں کو زمین پر تھپتھپایا تا کہ پسینہ خشک ہو جائے پھر

پوری قوت سے پھولن کی کلائی پکڑ لی۔

پھولن نے دونوں پیر زمین پر جمائے اور بولی ذرا مضبوطی سے پکڑ ٹھاکر بچے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے دایاں ہاتھ لگائے بغیر بائیں ہاتھ کو نیچے کی طرف جھٹکا دیا اور پلک جھپکتے میں کلائی آزاد کرا لی سریندر نے حیرت سے آنکھیں جھپکائیں اسے یقین نہیں آیا اب پھولن نے اس کی کلائی پکڑ ی۔

سریندر نے اپنی پوزیشن ٹھیک کی پھولن کی بائیں کلائی میں خوب اندر کی طرف ہاتھ ڈالا اور اس کی ہتھیلی پر انگوٹھے کا دباؤ ڈال کر اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کی پہلا جھٹکا ناکام رہا تو بوجہ خجالت اس نے دوسرا جھٹکا لگایا ایسا کرنا فاؤل تھا لیکن وہ پھر بھی ناکام رہا تب اس نے اڑنگا لگا دیا اور پھولن سمیت زمین پر گر گیا تاہم اس کے باوجود وہ ہاتھ نہیں

چھڑا سکا اس نے کبڈی میں بھی پھولن کے ساتھ دھوکا کیا تھا۔

اس کی اس حرکت سے پھولن سخت طیش میں آ گئی وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر تیزی سے اٹھی اور قبل اس کے وہ کچھ کرتی سریندر نے اٹھ کر دوڑ لگا دی تین ڈاکو اس کے پیچھے دوڑے لیکن پھولن نے چیخ کر انہیں روک دیا۔ ایک ساتھی کے ہاتھ سے رائفل لی اور سریندر کی ٹانگوں پر دو فائر کیئے ایک بھی فائر خالی نہیں گیا دونوں گولیاں سریندر کے گھٹنوں پر لگیں وہ اچھلتا ہوا دور تک چلا گیا اور اس کی ٹانگیں خون میں لت پت ہو گئیں اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی بھاری شے کی طرح زمین پر گر کر تڑپنے لگا اس کی کربناک چیخیں پورے گاؤں میں گونجنے لگیں اس کی چیخوں کی آواز اتنی بلند تھی کہ گھاٹیوں میں دور دور تک گونج رہی تھیں وہ درد کی اذیت سے بچنے کے لئے مٹی میں لوٹ پوٹ ہونے لگا۔

اسیر مردوں میں سے بہت سوں نے آنکھیں بند کر لیں اور کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تاہم کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر زخمی نوجوان کی مدد کرنے کی کوشش کرے۔

ایک شخص نے کہا دیوی جی، بھگوان کے لئے ایک گولی اور چلا کر اسے ختم کر دو ہم سے اس کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا۔

پھولن دیوی کچھ نہ بولی وہ چند لمحوں تک سریندر کی طرف دیکھتی رہی اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا بہت سے مرد زور سے رونے لگے قریبی گھروں سے عورتوں کے رونے کی آوازیں ایک بار پھر آنے لگیں سریندر کی آواز مدھم پڑتی جا رہی تھی پھولن دیوی خاموشی سے آگے بڑھی رائفل کی نالی سریندر کے سر کے پچھلے حصے سے لگائی اور لاپروائی سے لبلبی دبا دی سریندر کا جسم فی الفور ساکت ہو گیا یہ دیکھ کر بعض لوگوں کو ابکائیاں آنے لگیں اور رام ادھار سنگھ بے ہوش ہو گیا۔

پھولن دیوی ایک بار پھر کنویں کی دیوار پر چڑھ گئی اس نے میگا فون منہ سے لگایا اور بولی میں تم لوگوں کو آخری موقع دے رہی ہوں سری رام اور لالہ رام کو نکال دو ورنہ ایک ایک مرد کو اسی طرح تڑپا تڑپا کر مار دوں گی۔

مردوں نے ہاتھ جوڑے اور قسمیں کھا کر پھولن کو یقین دلانے کی کوشش کی وہ ٹھاکر بھائیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کاش ہم تجھے انکے بارے میں کچھ بتا سکتے۔

پھولن نے بلوان سنگھ، مان سنگھ اور رام اوتار کی طرف دیکھا مستقیم نے اپنے گروہ کے آدمی تو دے دیے تھے پر خود ساتھ نہیں آیا تھا پہلی بات تو یہ تھی کہ وہ پھولن کی ماتحتی میں کام نہیں کر سکتا تھا اور دوم اس کی دور بین نگاہ نے دیکھ لیا تھا کہ پھولن انتقام کے لئے بہیہ مائی جا رہی تھی اور وہ خواہ مخواہ کسی قتل میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتا تھا اس کی لائن اغوا اور

ڈکیتی سے تعلق رکھتی تھی وہ بیماری کا بہانہ کر کے اس ڈکیتی میں شامل نہیں ہوا تھا۔

رام اوتار نے پھولن کا پیغام سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا اور ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ اسیر مردوں کو ہانک کر دریا کی طرف لے چلیں اس اثنا میں رام ادھار ہوش میں آ چکا تھا جب ان لوگوں کو دریا کی طرف چلنے کا حکم ملا تو رام ادھار دوڑ کر پھولن کے قدموں میں گر پڑا۔

رحم..........دیوی جی رحم کرو اس نے گڑگڑا کر کہا میں نے کبھی کسی کا نقصان نہیں کیا مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو میں نردوش ہوں دیوی جی..........رحم..........رحم..........پھولن نے ایک لمبے تڑنگے ڈاکو سے کہا اس چوہے کو سنبھال لو۔

ڈاکو آگے بڑھا اور رام ادھار کو اٹھا کر چادر کی طرح کندھے پر ڈال لیا یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ رام ادھار بے ہوش ہو گیا تھا یا اس پر سکتہ

طاری ہو گیا تھا کیونکہ اس نے دوبارہ آواز نہیں نکالی تھی۔

کرشن سروپ کو اپنی ٹانگیں ربڑ سی معلوم ہو رہی تھیں وہ حیران تھا کہ انہوں نے اسکا بوجھ کیسے اٹھا رکھا تھا اسے ہر قدم پر یہ محسوس ہو رہا تھا وہ اگلا قدم نہیں اٹھا سکے گا لیکن پھر وہ بھی چل رہا تھا اس کے ساتھ نوجوان طالب علم نریش بھی چل رہا تھا۔

کرشنا بھائی، نریش نے کپکپاتی ہوئی آواز میں سرگوشی کی ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں۔؟

کرشنا کا حلق خشک ہو رہا تھا اس نے دو تین دفعہ منہ کھولا لیکن کوئی آواز اس کے منہ سے نہیں نکلی بالآخر اس نے بڑی مشکل سے کہا مجھے آشا نہیں کہ ہم زندہ بچیں۔

ان میں کچھ لوگ دھیمی آوازوں میں رو رہے تھے کچھ بھگوان سے اپنی سلامتی کی دعا کر رہے تھے اور چند ایک بین کر رہے تھے ان میں

نمایاں آواز راجندر سنگھ کی تھی وہ اپنے بھائی سریندر کا نام لے لے کر بین کر رہا تھا اور سینہ کوبی بھی کر رہا تھا۔

ہائے ہائے..........میرا جوان بھائی وہ کہہ رہا تھا.........ہائے میرا گھبرو جوان سریندر...........لوگوں میرا بھائی مر گیا.........اس کی لاش اٹھانے والا کوئی نہیں............ہائے ہائے.........میرا خوبصورت جوان بھائی مٹی میں مل گیا۔

اس کی بین سن کر دوسروں پر دہشت طاری ہو رہی تھی کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے تسلی دے سکتا سریندر کی بیوی شری دیوی اپنے شیر خوار بچے کو گود میں اٹھائے اپنے گھر کے دروازے میں کھڑی تھی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سوجی ہوئی تھیں ابھی تک اسے یہ پتا نہیں چلا تھا کہ اس کے شوہر کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس کی لاش کنویں کے قریب بے گور و کفن پڑی ہے نہ ہی اسے یہ پتا تھا کہ

گاؤں کے مردوں کو ہانک کر دریا کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔

بستی کے مرد ڈاکوؤں کے آگے آگے دریا کی طرف بڑھ رہے تھے

خشک پتے اور شاخیں انکے پیروں کے نیچے چیخ رہی تھیں نوجوان

طالب علم بنواری سنگھ اپنے استاد ہری اوم کے ساتھ چل رہا تھا۔

استاد جی۔اس نے دبی زبان میں کہا میرے لئے دعا کرو میں بچ

جاؤں۔

ہری اوم جو سخت بوکھلایا ہوا تھا بولا ان رائفلوں پر دعا کیا اثر کرے گی

میں تو بد دعا کر رہا ہوں بھگوان کرے زمین پھٹ جائے اور یہ سارے

ڈاکو اس کے اندر دفن ہو جائیں یا سیلاب آ جائے اور سب کے سب

اس میں غرق ہو جائیں۔

استاد جی آپ کو تیرنا آتا ہے۔؟

اس وقت کچھ نہیں آتا۔سب کچھ بھول چکا ہوں۔

کرشن نے ان دونوں کی باتیں سنیں تو دل میں سوچا۔ غضب ہو گیا مجھے ابھی ابھی تک دعا کا خیال نہیں آیا اس کے قریب دیو پریاک سنگھ اور جگن ناتھ سنگھ چل رہے تھے اس وقت وہ ایک ڈھلوان جگہ پر تھے۔ دیو پریاگ سنگھ نے حسرت بھری نگاہوں سے پیچھے دیکھا اور بولا گاؤں کے آخری مکان کی آخری دیوار نظر آ رہی ہے۔

جگن ناتھ سنگھ بولا پتا نہیں اب یہ دیوار دوبارہ دیکھنا نصیب ہوتی ہے یا نہیں۔

کرشن نے کہا بھگوان سے پرارتھنا کرو۔

پرارتھنا دیو پریاگ سنگھ نے کہا ہونہہ! اپنی پرارتھنا پہلے کبھی قبول ہوئی ہے اور نہ اس سمے قبول ہو گی ایک ڈاکو کہہ رہا تھا کہ آج انتقام کا دن ہے۔

جگن ناتھ نے بمشکل تھوک نگلا انتقام کس بات کا انتقام۔؟

دیو پریاگ نے سوچا کہ وہ کسی برے بھلے میں شامل نہیں تھا اس نے ہریجن کی دعوت پر کھانا کھانے سے انکار نہیں کیا تھا اور اگر یہ پھولن دیوی کی بے عزتی کا انتقام لینا چاہتے ہیں تو وہ اس معاملے سے دور ہی رہا تھا یہ معاملہ پھولن دیوی اور سری رام کے درمیان تھا۔

جگن ناتھ کو وہ دن اچھی طرح یاد تھا جب پھولن کو بستی کی گلیوں میں بے عزت کیا گیا تھا گو وہ تماشائیوں میں شامل تھا پر اس نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا تھا البتہ اسے یہ ضرور معلوم تھا کہ بستی کے بعض ٹھاکروں نے سری رام کے ساتھ مل کر پھولن دیوی کی بے حرمتی کی تھی پر وہ ان میں شامل نہیں تھا۔

چلتے چلتے دیو پریاگ سنگھ نے مدد کے لئے آسمان کی طرف دیکھا تو اسے گدھ اڑتے ہوئے دکھائی دیے اس کا بدن کانپ گیا گدھوں کی موجودگی بدشگونی کی علامت تھی کیا انہوں نے خون کی بو سونگھ لی تھی

اس کے قریب چلنے والا رام چندر سنگھ بھی سر اٹھا کر گدھوں کی طرف دیکھنے لگا اس سال وہ کالج کی تعلیم سے فارغ ہونے والا تھا اور اسے امید تھی کہ وہ بینک میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اپنے باپ کے کھیتوں میں کام کرتے وقت اس نے ایک دو مرتبہ گدھوں کو مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے دیکھا تھا وہ چند منٹوں میں گوشت چٹ کر جاتے ہیں اور ہڈیوں کا پنجر چھوڑ جاتے ہیں پھر وہ پرواز کرنے سے پہلے دور تک دوڑتے چلے جاتے ہیں جیسے کوئی جہاز رن وے پر دوڑتا ہے۔

اسیروں کا یہ گروہ بالآخر دریا کے کنارے پر پہنچ گیا پھولن دیوی نے انہیں روکنے کا حکم دیا اور مان سنگھ سے کچھ مشورہ کرنے لگی ڈاکوؤں کا جتھا ایک طرف رک کر انتظار کرنے لگا۔

ایک ڈاکو نے مکا بلند کرتے ہوئے کہا پھولن دیوی کی ....

دوسروں نے جواب میں کہا۔ جے۔

پھر یہ نعرہ اور کچھ دوسرے نعرے گونجنے لگے۔

پھولن دیوی کی جے۔ ڈاکوؤں کی ملکہ کی جے۔ چنبل کا شیر مان سنگھ۔ مان سنگھ۔ پھولن دیوی کی جے۔ ڈاکوؤں نے اسیر مردوں کو بھی نعرے لگانے پر مجبور کیا۔

رام اوتار جو پھولن کے قریب کھڑا تھا واپس آیا اور قیدیوں کو حکم دیا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ جاؤ۔

نصف سے زیادہ نے حکم کی تعمیل کی جونہیں بیٹھے انہیں ڈاکوؤں نے رائفلوں کے کندے مار مار کر بٹھا دیا پھولن دیوی ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ گئی اور ایک محبت بھرا گیت گانے لگی اسی اثناء میں تمام ڈاکو خاموش ہو گئے البتہ اسیر مردوں میں سے بعض کی سسکیاں ابھر رہی تھیں۔

ادھر بال مکند اونچی نیچی گھاٹیوں اور دشوار گزار راستوں سے ہوتا ہوا

کھوجارام پور پہنچ گیا اس نے بستی کی حدود میں داخل ہوتے ہی چیخنا

شروع کر دیا بچاؤ.........بچاؤ..........بھیّہ مائی پر ڈاکوؤں نے

حملہ کر دیا ہے بچاؤ..........بچاؤ..........

اس کی چیخیں سن کر لوگ گھروں سے باہر نکل آئے کچھ اس کی سائیکل

کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگے اور اس کے ساتھ مدد مدد.........کا شور

مچانے لگے۔ کھوجارام پور میں پولیس آرمڈ کانسٹیبلری ''پی اے سی''

کی چوکی ہے۔

بچاؤ.....بچاؤ..........جلدی چلو..........بھیّہ مائی پر ڈاکوؤں

نے حملہ کر دیا ہے۔

والی بال کھیلنے والوں نے سرسری نظروں سے بال مکند کی طرف دیکھا

اور کھیل جاری رکھا ایک پولیس افسر نے جو کھیل میں شامل نہیں تھا بال

مکند کو اپنے قریب بلایا اور کہا کیا شور مچا رکھا ہے تو نے۔؟ کیا تباہی آ گئی ہے تمہارے اوپر۔؟

بال مکند نے سائیکل ایک درخت کے ساتھ کھڑی کر دی اور اپنا سانس درست کرتا ہوا بولا مہاراج ہم تباہ ہو گئے برباد ہو گئے ہمارے گاؤں پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا ہے۔

تیرے گاؤں کا کوئی نام بھی ہے یا نہیں۔؟

بھیہ مائی ہے جی۔ جلدی کریں جی ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

ڈاکوؤں کی تعداد کتنی ہے۔؟

پتا نہیں جی، ہر طرف ڈاکو ہی ڈاکو پھر رہے تھے سو سے کچھ اوپر ہی ہوں گے۔

سو سے اوپر۔! پولیس افسر نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں اس نے سوچا کہ تین چار سو کی آبادی والے گاؤں پر سو ڈاکوؤں کا حملہ کیا معنی

رکھتا تھا یا تو بال مکند نے اندازہ لگانے میں غلطی کی تھی یا کوئی اور گڑبڑ تھی اس نے بال مکند سے پوچھا یہ کتنی دیر پہلے کی بات ہے۔؟

سرکار، آدھا پونا گھنٹہ ہو گیا ہو گا۔

پولیس افسر ایک طرف روانہ ہوتا ہوا بولا۔ اچھا میں کچھ کرتا ہوں۔

بال مکند والی بال کھیلنے والوں کے پاس جا کر دوبارہ شور مچانے لگا۔

ایک پولیس والے نے اسے ڈانٹ کر کہا خاموش۔ خواہ مخواہ کان کھا رہا ہے ڈکیتیاں تو روز ہوتی رہتی ہیں صبر کر ابھی کچھ کرتے ہیں ڈاکو وہاں بیٹھے انتظار نہیں کر رہے ہوں گے۔

بال مکند درخت کے سائے میں بیٹھ کر رونے لگا۔

جس وقت پھولن دیوی گھوڑے پر سوار بہیہ مائی کی گلیوں کا سروے کر رہی تھی اس وقت سری رام اور لالہ رام بہیہ مائی جانے کی تیاری کر رہے تھے اس وقت وہ بہیہ مائی سے چند میل دور ایک گاؤں میں

موجود تھے پھولن دیوی کے فرار کے بعد وہ بہیہ مائی چھوڑ کر اس گاؤں میں آ گئے تھے اور کسما نائن نامی عورت کے گھر میں مقیم تھے۔

سری رام اور لالہ رام اپنے گروہ کے ساتھ پہلے دامن پور پہنچے جو بہیہ مائی سے چند میل جنوب مشرق کی طرف ہے یہاں پر انہیں ایک زمین کے جھگڑے کا فیصلہ کرنا تھا ابھی انہوں نے دامن پور میں قدم ہی رکھا تھا کہ ایک آدمی جس کا نام شیو نارائن نائی تھا دوڑتا ہوا ان کے قریب آیا یہی وہ شخص تھا جس کی زمین کا تنازعہ طے کرنے وہ وہاں پہنچے تھے سری رام، سری رام۔اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا کچھ سنا تو نے بہیہ مائی پر پھولن دیوی نے حملہ کر دیا ہے اس کے ساتھ ڈاکوؤں کا بہت بڑا گروہ ہے۔

بہیہ مائی میں سری رام کے بہت سارے ہمدرد اور عزیز رہتے تھے وہ یہ خبر سنتے ہی غصے سے بھر گیا اس نے شیو نارائن سے پوچھا۔یہ کب کی

بات ہے۔؟

ابھی تھوڑی دیر پہلے چند عورتیں بہیہ مائی سے جان بچا کر یہاں پہنچی ہیں شیو نارائن نے کہا انہوں نے بتایا ہے کہ تھوڑی دیر پہلے پھولن دیوی ڈاکوؤں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ فائرنگ کرتی ہوئی بہیہ مائی میں داخل ہوئی ہے۔

لالہ رام ہم پھولن دیوی کا پیچھا کریں گے سری رام نے کہا آج یہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتی............یہ چھوکری تو ہمارے حلق میں اٹک گئی ہے۔

لالہ رام سر کھجاتا ہوا بولا بھائی سری رام اچھی طرح سوچ لو اس دفعہ پھولن دیوی اکیلی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں۔

ہم اندھے نہیں لالہ رام۔ دیکھ بھال کر قدم اٹھائیں گے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو کھوجا پور سے پولیس کا ایک دستہ منگوا لیں گے

پولیس والوں سے زیادہ امیدیں نہیں لگاؤ بھائی سری رام یہ کسی کے دوست نہیں ہوتے۔

سری رام غصے سے بولا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم بزدل ہوتے جارہے ہو یا نشے میں ہو اس نے اپنے ساتھیوں کا اشارہ کرتے ہوئے کہا ہم ایک منٹ بھی یہاں نہیں رکیں گے پھولن نے بہیہ مائی پر ہماری وجہ سے حملہ کیا ہے ہم بہیہ مائی کی مدد کریں گے یہ دو ٹکے کی چھوکری اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے۔

اس نے اپنے ساتھیوں سمیت وہیں سے بہیہ مائی کا رخ کرلیا۔

ادھر بہیہ مائی میں پھولن نے گانا ختم کیا اور ٹیکری سے نیچے اتر آئی اسیر مردوں میں سے زیادہ تر کی نظریں پھولن دیوی پر لگی ہوئی تھیں وہ خوب جانتے تھے کہ ان کی زندگی اور موت پھولن کے اشارے پر منحصر تھی وہ آپس میں سرگوشیوں میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ

ان کا انجام کیا ہوگا۔؟ کیا پھولن دیوی ان کو قتل کردے گی؟ راجندر سنگھ کی آواز بیٹھ گئی تھی اس نے رونا موقوف کردیا تھا اور آہستہ آہستہ اپنے مقتول بھائی کا ذکر کر رہا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کے حواس مختل ہو چکے ہیں اسکول ماسٹر ہری اوم کسی کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہا تھا ڈاکو بے وقوف نہیں ہوتے وہ کسی کو خواہ مخواہ قتل نہیں کرتے یہ لوگ ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ خود کلامی کے انداز میں دوسروں سے زیادہ خود کو تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا ڈاکو کبھی کسی فالتو شخص کو قتل نہیں کرتے یہ لوگ لوٹنے آتے ہیں اور لوٹ کر چلے جاتے ہیں۔

نریش سنگھ نے کپکپاتی آواز میں پوچھا تو پھر یہ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں۔؟

ہمارے اوپر اپنی دہشت بٹھانا چاہتے ہیں۔

پھولن دیوی نے تمام قیدیوں کی گنتی اور تیز آواز میں بولی۔ جو سری رام اور لالہ رام کے دوست ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

قیدیوں پر دہشت کی لہر دوڑ گئی کھڑے ہونے کی بجائے وہ اپنی گردنیں کندھوں میں چھپانے کی کوشش کرنے لگے۔

پھولن نے چیخ کر کہا جنھوں نے سری رام اور لالہ رام کو کھانا کھلایا تھا وہ کھڑے ہو جائیں۔

کوئی کھڑا نہیں ہوا۔

پھولن نے ایک ایک کو گھورا۔ پھر بولی جن لوگوں نے بستی کی گلیوں میں میرا تماشا دیکھا تھا وہ کھڑے ہو جائیں۔

سب کو سانپ سونگھ گیا۔

پھولن نے کہا۔ جن کے گھروں میں جوان بیٹیاں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں لیکن کسی کے جسم میں حرکت پیدا نہیں ہوئی پھولن نے چلا کر کہا

جلدی جواب دو نہیں تو میں سارے گاؤں کی لڑکیوں کو یہاں منگوالوں گی اور ان کا ایسا تماشا بناؤں گی کہ تمہاری سات پشتیں یاد رکھیں گی۔

اس پر چند آدمی کھڑے ہو گئے۔

مان سنگھ، پھولن نے کہا۔ ان کی بیٹیوں کو گھروں سے گھسیٹ کر یہاں لاؤ میں بھی انہیں بستی کی گلیوں میں اسی طرح پھراؤں گی جس طرح انہوں نے مجھے پھرایا تھا اور یہ سب لوگ بھنگڑا ڈالتے ہوئے ان کے پیچھے چلیں گے۔

یہ سنتے ہی کئی لوگوں نے بے اختیار اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے اور کانپنے لگے اس منظر کے تصور نے ہی ان کے بدن پر کپکپی طاری کر دی تھی کچھ نے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ وہ یہ سب کچھ دیکھنے کی بجائے مر جانے کو ترجیح دیں گے۔

کمین.........کتو.........پھولن چلائی۔ اپنی بیٹیوں کے لئے تو

بڑی غیرت ہے تمہارے اندر جب میرے ساتھ یہ سلوک ہوا تھا تو اس سمے تمہاری غیرت کہاں تھی اس سمے تمہیں موت کیوں نہ آئی ؟ آج میں تمہیں کتوں کی موت ماروں گی آج تم جانو گے کہ عورت کی عزت کیا ہووے۔

مان سنگھ جانتا تھا کہ پھولن دیوی کسی عورت کے ساتھ برا سلوک نہیں کرے گی لہٰذا وہ چپکا کھڑا رہا کچھ قیدی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے پھولن نے تقریباً دس ڈاکوؤں کو ایک قطار میں قیدیوں کے سامنے کھڑا کر دیا انہوں نے بھری ہوئی رائفلیں بغل میں دبا رکھی تھیں وہ قیدیوں سے چھ سات گز کے فاصلے پر تھے اور فائرنگ اسکواڈ کی طرح پھولن کے اشارے کے منتظر تھے قیدیوں پر سکتہ طاری ہو گیا انہوں نے بولنے کی کوشش کی مگر ان کی آوازیں حلق میں اٹک گئیں موت ان کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھی۔

اچانک پھولن دیوی نے چیخ کر کہا ختم کر دو ان سب کو.........

اس کے ساتھ ہی فضا میں فائرنگ کی آواز گونجی اور قیدی کٹے ہوئے درختوں کی طرح زمین پر گرنے لگے بعض کے جسم میں تین تین چار چار گولیاں لگیں اور انہوں نے زمین پر گرنے سے قبل ہی دم توڑ دیا دیو پریاگ سنگھ جو سرک کر ایک آدمی کے پیچھے ہو گیا تھا خوف کے باعث گولیاں چلنے سے پہلے ہی زمین کی طرف جھک گیا تھا اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے دہکتی ہوئی کلہاڑی اس کے سینے میں اتار دی ہو وہ پہلو کے بل زمین پر گر گیا فوراً ہی چند گولیاں اس کی ٹانگوں پر لگیں اس کے سینے کے زخم سے خون کسی فوارے کی مانند ابلنے لگا زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اسے اپنے اوپر بھاری وزن محسوس ہوا۔ ہلاک ہونے والے چند افراد اس کے اوپر آ گرے تھے اس کے لئے سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا تھا اگرچہ اس کے حواس پوری طرح کام

نہیں کررہے تھے تاہم اسے خیال آیا کہ چونکہ وہ سوچ رہا ہے اور اپنے زخموں کی تکلیف بھی محسوس کررہا ہے لہذا وہ یقینی طور پر زندہ ہے فائرنگ کی آواز بدستور اس کے کانوں میں آرہی تھی اس نے خود سے کہا خاموش اور بے حرکت لیٹے رہو اگر حرکت کی تو گولیوں کا رخ اس طرف ہو جائے گا وہ انتہائی اذیت ناک اور صبر آزما گھڑیاں تھیں اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا درد کی شدت اسے تڑپنے پر مجبور کررہی تھی مگر وہ موت کے خوف سے مردوں کی طرح بے حرکت پڑا تھا اس پر مستزاد یہ کہ ایک لاش اس کے اوپر پڑی تھی اور سانس لینا بھی دشوار ہورہا تھا۔

اس کے اردگرد زخمی چیخ رہے تھے اور ہر چیخ ان کے جسم میں مزید گولیاں پیوست کرنے کا باعث بنتی تھی پریاگ سنگھ نے اپنے قریب ہی ایک خون میں لت پت ہاتھ دیکھا جو اس طرح حرکت کررہا تھا

جیسے کسی رسی کے ساتھ اسے جھٹکے دیے جارہے ہوں فوراََ ہی چند گولیاں چلیں اور وہ ہاتھ ساکت ہو گیا گولیاں چلتی رہیں اور چیخوں کی آوازیں بند ہوتی چلی گئیں لمبی مونچھوں والا طویل القامت پریاگ سنگھ زبردست قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش اور بے حرکت پڑا تھا اور یہی خاموشی اس کی زندگی کا آخری سہارا تھی۔

رام اوتار نے اردگرد گھوم کر مردوں کے ڈھیر کا جائزہ لیا بالا دین جو مستقیم کا دست راست تھا۔ فائرنگ اسکواڈ میں شامل تھا اس نے ڈھیر کے اندر ایک انگلی ہلتی دیکھی تاہم اس نے گولی ضائع کرنی مناسب نہ سمجھی کیونکہ وہ کئی آدمیوں کو قتل کر چکا تھا اور خوب جانتا تھا کہ وہ مرتے ہوئے جسم کی غیر شعوری حرکت تھی۔

رام اوتار نے بالا دین سے پوچھا۔ کیا یہ سب ختم ہو چکے ہیں۔؟

ایک بھی زندہ نہیں ہے۔ بالا دین نے جواب دیا۔

رام اوتار نے لاشوں کے ڈھیر کا جائزہ لیا رام اوتار نے لاشوں کے ڈھیر میں ایک آخری فائر کیا اور پھولن دیوی سے کہا پھولن دیوی تمہارا انتقام پورا ہو گیا ہے۔

پھولن دیوی نے اثبات میں سر ہلایا۔ ڈاکوؤں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور دوبارہ گاؤں کی طرف چل دی تمام ڈاکو اس کے پیچھے چلنے لگے گولیاں چلنے کی آوازیں سن کر بستی کی عورتوں نے ایک بار پھر دروازے بند کر لئے تھے کچھ ڈاکو ہنوز بستی کے اندر سے لوٹ کا مال پیک کر رہے تھے۔

پھولن ایک مکان کی چھت پر چڑھ گئی اور میگا فون میں بولی۔ میں پھولن دیوی ہوں مجھے یاد رکھنا جب تک سری رام اور لالہ رام زندہ ہیں میں چین سے نہ بیٹھوں گی میں دوبارہ اس بستی میں آؤں گی۔

جب وہ نیچے اتری تو اس کی نظر معذور سوہن سنگھ پر پڑی وہ اس کے

قریب گئی اور اس کاغذ کی طرف دیکھا جس پر ڈاکوؤں کے نام لکھے تھے پھولن کا اپنا نام سرفہرست تھا سوہن سنگھ نے ڈرتے ڈرتے کہا تھوڑی دیر پہلے میں نے گولیاں چلنے کی آوازیں سنی تھیں کیا گاؤں کے مردوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔؟

پھولن نے کہا یہ وہی گاؤں نہیں ہے جہاں مجھے بے عزت کیا گیا تھا۔؟ سوہن سنگھ گھبرا کر بولا۔ کیا تو مجھے بھی قتل کرنے آئی ہے پھولن نے اسے رائفل کی نال سے ٹھوکا دیا میں لولے لنگڑوں کو قتل نہیں کیا کرتی۔

پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو واپسی کا سگنل دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر گھاٹیوں کی طرف روانہ ہو گئی اسے اس بات کا افسوس تھا کہ سری رام اور لالہ رام اس کے ہاتھ نہیں آئے لیکن اگر وہ تھوڑی دیر اور وہاں ٹھہر جاتی تو ضرور ٹھاکر بھائیوں سے سامنا ہو جاتا۔

سری رام نے اپنے گروہ کے ہمراہ جب بہیہ مائی میں قدم رکھا تو اس

وقت پھولن دیوی گاؤں سے دور جا چکی تھی بستی کے ہر گھر میں کہرام مچا ہوا تھا دریا کے کنارے لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا سری رام نے ایسی تباہی کبھی نہیں دیکھی تھی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا عورتیں سری رام کو دیکھ کر گھروں سے باہر نکل آئیں اور سینہ کوبی کرتی ہوئی اس پر لعنت ملامت کرنے لگیں کیونکہ وہ دونوں بھائی اس ساری تباہی کے ذمہ دار تھے جو لوگ کھیتوں اور ٹیلوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے وہ بھی نکل آئے اور بلند آواز سے باتیں کرتے ہوئے دریا کی طرف بڑھے جہاں ان کے پیاروں اور رشتہ داروں کی لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

سری رام نے تخت سنگھ نامی چرواہے سے پوچھا پھولن دیوی کس طرف گئی ہے۔؟

تخت سنگھ نے شمال کی طرف اشارہ کیا میں نے اسے اس طرف جاتے دیکھا ہے۔

وہ راستہ چولا پور نامی گاؤں کی طرف جاتا تھا سری رام اپنے گروہ کو ساتھ لے کر فی الفور اس راستے پر ہولیا۔ راستے میں انہیں کچھ ایسے نشانات بھی ملے جن سے یہ اندازہ ہوا کہ پھولن دیوی کا گروہ اس طرف گیا تھا انھوں نے اپنی رفتار تیز کر دی جب وہ چولا پور کے قریب پہنچے تو اچانک فائر کی آواز گونجی اور ایک ڈاکو چیخ مار کر زمین پر گر پڑا سری رام تیزی سے زمین پر لیٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی لیٹنے کا حکم دیا قرب و جوار کے ٹیلوں سے چند فائر کیے گئے جس ڈاکو کو گولی لگی تھی وہ گھسٹتا ہوا اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ گیا زخم زیادہ خطرناک نہیں تھا ایک ڈاکو نے فوراً اس کے زخم کا معائنہ کیا اور اس پر پٹی باندھ دی۔

سری رام نے دشمن کی پوزیشن اور تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے چند فائر کیے جواب میں مختلف ٹیلوں سے فائر کیے گئے یوں لگتا تھا کہ آس

پاس کے ہر ٹیلے پر ایک ایک دو دو ڈاکو مورچہ لگائے بیٹھے تھے۔

درحقیقت وہ سب پھولن دیوی کے آدمی تھے وہ اصل گروہ سے ایک میل پیچھے رہتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اسی طرح ایک دستہ آگے چل رہا تھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پھولن نے زبردست حکمت عملی کے ساتھ کارروائی کی تھی ان دونوں دستوں کو یہ ہدایت تھی کہ وہ پولیس یا کسی دوسرے گروہ کا سامنا ہونے کی صورت میں جم کر مقابلہ کریں گے صرف چھاپہ مار چالوں کے ذریعے انہیں الجھانے یا بھگانے کی کوشش کریں گے۔

سری رام یہ چال فوراً سمجھ گیا وہ اپنے آدمیوں کو پیچھے لے گیا اور محفوظ جگہ پر پہنچ کر اس نے لالہ رام سے کہا لالہ رام معلوم ہوتا ہے کہ پھولن نے بڑا پکا انتظام کر رکھا ہے اس طریقے سے اس کا پیچھا کرنا بے کار ہے۔

لالہ رام نے کہا بھائی سری رام میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا مگر تم نے میری بات نہیں مانی بہیہ مائی والوں کا خیال ہے کہ پھولن کے ساتھ سو سے زائد ڈاکو ہیں یہ سراسر خودکشی ہوگی ہم سو آدمیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے یہیں سے واپس ہو جاؤ۔

نہیں۔ سری رام نے غصے سے کہا میں ابھی ایک اور کوشش کرنا چاہتا ہوں پھولن نے ہمیں ذلیل کر دیا ہے۔

لالہ رام دبے لفظوں میں بولا۔ ذلیل تو ہم نے بھی اسے کم نہیں کیا تھا۔

کھوجا رام پور یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے سری رام نے کہا وہاں

والوں پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔

بھروسہ تو میں بھی نہیں کرتا، سری رام نے کہا لیکن اس وقت ہمیں ان کی ضرورت ہے پھولن دیوی کو معمولی چیز مت سمجھو سوا سو ڈاکوؤں کا انتظام کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اگر آج یہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو پھر ہماری بھی خیر نہیں چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

انہوں نے اپنے آدمیوں کو وہیں انتظار کرنے کا حکم دیا اور بیس پچیس منٹ کے اندر رکھو جارام پور پہنچ گئے تاہم وہ سیدھے پولیس چوکی نہیں گئے بلکہ چوکی کے عقب میں واقع ایک ٹیلے پر چڑھ گئے سری رام نے میگافون کے ذریعے پولیس والوں کو اپنی طرف متوجہ کیا پولیس کے جوان والی بال ختم کر چکے تھے اور ادھر ادھر پھر رہے تھے سری رام کی آواز سن کر وہ سب ٹیلے کی جانب دیکھنے لگے۔

میرا نام سری رام سنگھ ہے۔ سری رام نے اپنا تعارف کرایا، تم لوگوں

نے یہ بات ضرور سنی ہوگی کہ کچھ عرصہ پہلے میں ایک مشہور ڈاکو کے معاملے میں کانپور پولیس کی مدد کر چکا ہوں۔

ایک پولیس افسر نے دونوں ہاتھ منہ کے ساتھ لگاتے ہوئے آواز لگائی کیا تم نیچے آ کر بات نہیں کر سکتے۔؟

نیچے آنے کا موقع نہیں ہے۔ سری رام نے کہا پھولن دیوی نے بہیہ مائی میں زبردست تباہی مچائی ہے لوٹ مار کے علاوہ بے شمار آدمی قتل کر دیے ہیں میں خود اپنی آنکھوں سے لاشیں دیکھ کر آ رہا ہوں۔

ایک جوان نے آواز لگائی، اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ آدمی تم نے قتل نہیں کیے۔؟

افسر نے کہا۔ ہمیں اس واردات کی رپورٹ مل چکی ہے تم کیا چاہتے ہو۔؟

میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ سری رام نے کہا پھولن اور اس کا گروہ

ابھی زیادہ دور نہیں گیا اگر تم ایک پولیس پارٹی میرے ساتھ بھیج دو تو میں پھولن کو قابو کرنے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔

افسر نے پوچھا۔تم ہماری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو۔؟

سری رام نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا اور میگا فون کی طرف منہ کرتا ہوا بولا۔لعنت ہے ان پولیس والوں پر۔ان کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔

لالہ رام نے سری رام سے میگا فون لیا اور اسے منہ سے لگا کر بولا مہاراج ڈاکوؤں اور قاتلوں کو پکڑو گے یا نہیں ....؟

افسر نے غصہ سے کہا ہم اپنا کام خوب سمجھتے ہیں تم کب سے ہمارے انچارج بن گئے؟ دفع ہو جاؤ یہاں سے نہیں تو تم دونوں کو پکڑ کر بند کر دوں گا۔

ایک دوسرے نوجوان نے کہا تم سے بڑا ڈاکو اور قاتل کون ہو گا۔

سری رام نے مایوسی سے سر ہلایا اور لالہ رام کو اشارہ کرتا ہوا واپس ہو

لیا۔

ادھر جب پھولن دیوی نے عقب میں فائرنگ کی آواز سنی تو اس نے اپنی رفتار تھوڑی سی تیز کر دی زی نامی گاؤں کے قریب پہنچ کر مستقیم کے ساتھی پھولن سے الگ ہو کر مشرق کی جانب گھاٹیوں میں داخل ہو گئے مستقیم نے انہیں ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ کام مکمل ہوتے ہی اس سے آملیں ملوالان گاؤں کے قریب دریائے نون کے کنارے چند کشتیاں پھولن کی منتظر تھیں نون ایک چھوٹا سا دریا ہے جو آگے جا کر جمنا میں مل جاتا ہے پھولن نے اس مقام سے دریا پار کیا اور تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد اپنے گاؤں گوار ہا پوروا کے قریب پہنچ گئی۔

یہاں پر اس نے دو ہوائی فائر کیئے یہ ایک طے شدہ سگنل تھا ان فائروں کی آواز سنتے ہی گوراہا پوروا کے چند نوجوان کھانا لے کر پھولن کے پاس پہنچ گیئے ان میں پھولن کا چھوٹا بھائی شیو نارائن بھی تھا پھولن

نے اسے پیار کیا اور خیر خیریت پوچھی شیو نارائن نے جب اپنی بہن کو ڈاکوؤں کے اتنے بڑے گروہ کی سرداری کرتے دیکھا تو دم بخود رہ رہ گیا مان سنگھ نے کھانا لانے والے نوجوان کو کچھ رقم دی اور کچھ دیر تک ان کے پولیس کے بارے میں سوالات کرتا رہا پھولن نے پوٹلی میں لپٹی ہوئی نوٹوں کی ایک گڈی شیو نارائن کو دی اور تاکید کی کہ وہ رقم ماں کو دے دے۔

تمام ڈاکوؤں نے مل کر کھانا کھایا کچھ دیر آرام کیا اور پھر گھاٹیوں کا رخ کیا۔

اس روز کالپی پولیس اسٹیشن کا ایک سب انسپکٹر جس کا نام دھرو لال یادیو تھا منگرول گاؤں میں پولیس کانسٹبلری کے معائنہ پر آیا ہوا تھا دھرو لال ایک ذہین اور ہوشیار پولیس افسر ہے یہ افسر چیزوں کو ان کی ظاہری شکل میں قبول نہیں کرتا بلکہ ہر شے کی تہہ میں جانے کی کوشش

کرتا ہے مثلاً اگر کوئی کتا بے تحاشا بھونک رہا ہے تو دھرو لال یہ سوچ کر آگے نہیں بڑھ جائے گا کہ کتے کا تو کام ہی بھونکنا ہے وہ اس کے بھونکنے کی وجہ جاننے کی کوشش کرے گا۔

لہٰذا جب اس نے دریائے نون کی دوسری طرف سے دو فائروں کی آواز سنی تو اس نے اور بہت سے لوگوں کی طرح یہ نہیں سوچا کہ وہ فائر کسی شکاری نے کیئے ہوں گے اس نے چوکی کے انچارج سے کہا کہ وہ ان فائروں کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔

انچارج نے کہا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی نے شوقیہ فائر کیئے ہوں یا کسی جنگلی جانور کو ڈرانے کے لئے فائر کیئے ہوں۔

کوئی اور بات بھی ہو سکتی ہے سب انسپکٹر دھرو لال نے کہا میں حقیقت جاننا چاہتا ہوں۔

اگر آپ حکم دیں تو میں دو سپاہی صورت حال معلوم کرنے کے لئے بھجوا

دیتا ہوں۔

نہیں سب انسپکٹر نے کہا میں خود جاؤں گا۔

اس وقت شام ہو چکی تھی سب انسپکٹر دھرو لال نے تین با قاعدہ سپاہی اور چند کانسٹیبل جوان اپنے ساتھ لئے اور اس سمت میں روانہ ہو گیا جس سمت سے فائرنگ کی آواز آئی تھی جب وہ اس دستے کے ہمراہ دریائے نون کے کنارے پر پہنچا تو رات ہو چکی تھی اور وہاں کوئی کشتی موجود نہ تھی سپاہی واپس جانا چاہتے تھے لیکن دھرو .... لال معاملے کی تہہ تک پہنچے بغیر واپس جانے پر تیار نہیں تھا۔

دریا میں زیادہ پانی نہیں تھا تھوڑی سی تلاشی کے بعد انہیں ایک ایسی جگہ مل گئی جہاں پانی زیادہ گہرا نہیں تھا پھر بھی پانی ان کی گردنوں تک پہنچ گیا انہوں نے رائفلوں کو سروں سے بلند کر لیا اور بالآخر دریا پار کر ہی لیا تاریکی کے باوجود انہوں نے کنارے کی ریت پر قدموں

کے نشانات اور کھانے کے بچے کھچے ٹکڑے دیکھ لئے دھر و لال کو یقین ہو گیا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے وہاں ڈاکوؤں کے کسی گروہ نے قیام کیا تھا اس نے ڈاکوؤں کی تلاش شروع کر دی۔

رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی آسمان پر چاند موجود نہیں تھا وہ لوگ ستاروں کی روشنی میں پھونک پھونک کر آگے بڑھ رہے تھے رات کے تقریباً دو بجے دھر و لال نے ایک مانوس سی آواز سنی اگر چہ وہ بے آواز چلنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن پودوں جھاڑیوں اور خشک پتوں پر پیر پڑنے سے آواز پیدا ہونا لازمی تھی۔

ٹیلوں اور درختوں کے درمیان سے کسی نے کہا کون ہے۔

سب انسپکٹر دھر و لال اور اسکے ساتھی ایک دم ساکت ہو گئے دھر و لال کو وہ آواز خاصی مانوس محسوس ہوئی اس نے ذہن پر زور دیا تو اسے شک ہوا کہ وہ آواز رام اوتار کی تھی رام اوتار نے کچھ عرصہ کالپی کی

حوالات میں گزارا تھا دھرولال نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ زمین پر لیٹ کر احتیاط کے ساتھ آگے بڑھیں رام اوتار نے جس انداز میں کون ہے کہا تھا اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ انہیں اپنا ہی آدمی سمجھا تھا ورنہ وہ فوراً فائر کر دیتا صورت حال پولیس کے حق میں معلوم ہوتی تھی دھرولال انہیں دھوکے سے اپنے گھیرے میں لینا چاہتا تھا۔

رام اوتار نے دوبارہ آواز لگائی اس کے ساتھ ہی دھرولال نے بولٹ چڑھائے جانے کی آواز سنی غالباً رام اوتار نے کسی ٹیلے کے پیچھے پوزیشن سنبھال لی تھی دھرولال کا ایک آدمی بولٹ کی آواز سن کر گھبرا گیا اور بوکھلاہٹ میں فائر کھول دیا پھر یوں لگا جیسے جنگل کا وہ حصہ اچانک بیدار ہو گیا ہو۔ فوراً قرب و جوار کے ٹیلوں سے گولیاں چلنے لگیں دھرولال نے چند جوابی فائر کیئے اور اپنے آدمیوں کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگا اس نے فوراً ہی اندازہ لگایا کہ اس کا مقابلہ کسی معمولی

گروہ کے ساتھ نہیں تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو فائر کرنے سے منع کر دیا کیونکہ اس طرح ان کی پوزیشن ظاہر ہوتی تھی ڈاکوؤں نے بھی فائرنگ روک دی رات کی تاریکی پر ایک بار پھر سناٹا طاری ہو گیا لیکن اس سناٹے میں دہشت چھپی ہوئی تھی جانے کون کس کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہا تھا اور کون کس کی رائفل کی زد میں آنے والا تھا دھرولال کے ساتھی اس ساری کوشش کو محض حماقت سمجھ رہے تھے چند سپاہی جو پوری طرح اسلحہ سے لیس نہیں تھے اور جنہیں کمک ملنے کی بھی امید نہیں تھی ڈاکوؤں کے گڑھ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اچانک دھرولال اور اس کے ساتھیوں نے ایک تیز اور تحکمانہ نسوانی آواز سنی۔

ہمت نہ ہو تو چوڑیاں لے جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور گولیاں نہ ہوں تو گولیاں لے جاؤ۔

ایک سپاہی نے کہا یہ تو پھولن دیوی معلوم ہوتی ہے۔

دوسرے نے فائر کرنے کا ارادہ کیا لیکن سب انسپکٹر نے اسے روک دیا۔

پھولن دیوی کی آواز دوبارہ رات کے سناٹے میں گونجی چوروں کی طرح پیچھا کرتے ہو شرم سے ڈوب مرو ہمت نہیں تھی تو یہاں کیا کرنے آئے تھے۔

آس پاس سے بے شمار دبی آوازیں ابھرنے لگی تھیں دھرو لال نے اندازہ لگایا کہ ڈاکوانہیں گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے تھے اس کے سامنے پیچھے ہٹ جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

پھولن کی تیز آواز دوبارہ سنائی دی تم لوگ گھیرے میں آ چکے ہو تمہارے اردگرد پچاس سے زیادہ ڈاکو موجود ہیں خیریت چاہتے ہو تو ہتھیار ڈال دو۔

قریب ہی ایک ارہر کا کھیت تھا دھرو لال اپنے آدمیوں کو لیکر کھیت میں گھس گیا اور چھپتا چھپاتا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

جس وقت پھولن دیوی اپنے گروہ کے ساتھ بیہمہ مائی میں تباہی مچا رہی تھی عین اس وقت کانپور ضلع کے ڈی آئی جی پولیس مسٹر ونود جین ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

کانپور سے اسی میل دور ہونے والی تباہی سے بے خبر وہ اخبار نویسوں کو بتا رہے تھے کہ پولیس نے ڈاکوؤں کی سرکوبی کے معقول انتظامات کر لئے ہیں اب عوام کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے دریائے جمنا کے مشرقی علاقے کی حفاظت کا پورا بندوبست کر لیا ہے اور اب وہاں ڈکیتی کی کوئی واردات نہیں ہو گی یاد رہے کہ بہیمہ مائی بھی جمنا کے مشرق کنارے پر واقع ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پولیس کے نظام میں کوئی بنیادی خرابی موجود

ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کھوجارام پور کی پولیس آرمڈ کانسٹیبلری...............کو بروقت ڈکیتی کی اطلاع مل گئی تھی بعد میں سری رام کی زبانی اس کی تصدیق بھی ہوگئی تھی لیکن پولیس نے قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی پہلی پولیس پارٹی ڈاکوؤں کی روانگی کے دو گھنٹے بعد جائے واردات پر پہنچی اور یہ پارٹی کھوجارام پور کی نہیں تھی بلکہ بائی جماؤ اور ظفرا پور کی تھی ان لوگوں نے فائرنگ کی آوازیں سنیں تو انہیں خیال آیا کہ کہیں پر کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ گڑبڑ کا خیال آنے کے بعد انہوں نے بحث شروع کردی ہوگی کہ آیا موقع پر جا کر دیکھنا چاہیے یا بیٹھ کر انتظار کرنا چاہیے کیونکہ وہ بیہہ مائی پہنچے تو ڈاکوؤں کو وہاں سے گئے ہوئے دو گھنٹے سے اوپر ہو چکے تھے۔

اس وقت رات ہو چکی تھی اور بستی کے ہر گھر سے رونے اور چیخنے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں بھوک سے بلکتے اور روتے ہوئے بچے گاؤں

کی گلیوں میں پھر رہے تھے کسی کا باپ قتل ہو گیا تھا، کسی کا بھائی مارا گیا تھا کسی کا سہاگ لٹ گیا تھا اور کوئی اپنے جوان بیٹے سے محروم ہو گیا تھا۔

جب بستی والوں نے پولیس کو دیکھا تو چیختے چلاتے ہوئے ادھر ادھر دوڑنے لگے وہ سمجھے..........کہ ڈاکو دوبارہ واپس آ گئے ہیں ایک پولیس افسر نے میگا فون پر اعلان کیا گھبرانے کی ضرورت نہیں..........کوئی شخص پریشان نہ ہو ہم پولیس کے آدمی ہیں اور ظفرا پور سے آئے ہیں۔

پولیس آفیسر نے یہ اعلان بار بار کیا تب جا کر گاؤں والوں کو یقین آیا اور وہ گھروں سے باہر نکل آئے۔

نوجوان طالب علم لال سنگھ کی کم سن بیوہ جس نے ابھی سہاگ کی خوشیاں بھی نہیں دیکھی تھی بالکل گم صم تھی اس پر سکتہ طاری ہو گیا تھا وہ

رونا بھی بھول گئی تھی۔

میرا پتی بالکل جوان تھا اس نے پولیس آفیسر سے کہا۔اس نے تو ابھی کچھ بھی نہیں دیکھا تھا اس کی بجائے کوئی بوڑھا آدمی کیوں نہیں مر گیا۔

صبر کرو بی بی، پولیس آفیسر نے اس عورت کو تسلی دی موت بوڑھے اور نوجوان کو نہیں دیکھتی ''موت'' کم سن بیوی نے حیرانی سے کہا اس کا نام موت نہیں پھولن دیوی تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

قریب ہی تلسی رام کی بیوہ بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی اس کا شوہر اور دو نوجوان بیٹے قتل ہو گئے تھے۔

جگن ناتھ سنگھ کی بیوہ شکنتلا نے پولیس کو بتایا، ڈاکو میرا سب کچھ لوٹ کر لے گئے میرا پتی۔گھر کا سامان زیور روپیا پیسا اور برتن بھی

ظالموں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا سب کچھ لوٹنے کے باوجود انہوں نے میرے پتی کو بھی قتل کر دیا۔

سریندر سنگھ کی لاش ہنوز گلی میں پڑی تھی اس کی نوجوان بیوی شری دیوی لاش کے ساتھ لپٹ کر بین کر رہی تھی اسکے دو معصوم بچے اس کے قریب بیٹھے بھوک سے بلک رہے تھے اور کوئی نہیں تھا جو اس بیوہ کی ڈھارس بندھاتا یا ان معصوم بچوں کے کھانے کا انتظام کرتا ہر طرف نفسا نفسی کا علم تھا جیسے قیامت آگئی ہو۔

پولیس کے کچھ آدمی شری دیوی کے قریب پہنچے اور سریندر کی لاش پر ٹارچوں سے روشنی ڈالی شری دیوی کے بچے وردیاں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے پر شری دیوی نے سر بھی اوپر نہیں اٹھایا اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔

پولیس پارٹی بستی والوں کی معیت میں دریا کے کنارے پہنچی جہاں

پھولن دیوی نے مردوں کا قتل عام کرایا تھا لوگوں نے پولیس کو بتایا کہ جب ڈاکوؤں نے گولیاں چلائیں تو بدقسمت لوگ ایک دوسرے کے اوپر گر گئے جو لوگ نیچے دب گئے ان میں سے بعض کو معمولی زخم آئے تھے ڈاکوؤں کے جانے کے بعد ادھر اُدھر چھپے ہوئے لوگ موقع پر پہنچے اور لاشوں کو اٹھا کر الگ رکھنے لگے تب ہی انہوں نے کراہنے کی آوازیں سنیں اور پتا چلا کہ چوبیس میں سے سات آدمی زندہ تھے انہوں نے فوراً ایک بیل گاڑی کا انتظام کیا اور زخمیوں کو آٹھ میل دور ایک بستی میں بھجوا دیا جہاں انہیں ابتدائی طبی امداد دی گئی اور پھر ایک ٹرک کے ذریعے کانپور روانہ کر دیا گیا ساتھ میں سے تین آدمی راستہ میں جاں بحق ہو گئے اور اس طرح مرنے والوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ پولیس نے وہ کاغذ اپنے قبضے میں لے لیا جو ڈاکو معذور سوہن سنگھ کی چارپائی پر ڈال گئے تھے اس پر ڈاکوؤں کے نام لکھے ہوئے تھے

سرفہرست تین نام تھے۔

پھولن دیوی..........ڈاکوؤں کی ملکہ۔

مان سنگھ..........چنبل کا شیر..........

رام اوتار سنگھ..........مشہور ڈاکو۔

کاغذ کے نیچے پولیس کو تنبیہہ کی گئی تھی کہ اگر انہوں نے سری رام اور لالہ رام کو تحفظ دینا بند نہ کیا تو ٹھاکروں کے دیہاتوں پر حملے جاری رکھے جائیں گے۔

پولیس نے تمام لاشیں ایک بڑے مکان میں رکھوا دیں اور خون آلود جگہ کو ببول کی شاخوں سے ڈھانپ دیا اس اثناء میں انہوں نے اس قتل عام اور ڈکیتی کی اطلاع پولیس ہیڈ کوارٹر کانپور پہنچا دی۔

اہل بستی بہت خوفزدہ تھے انہوں نے پولیس سے درخواست کی کہ وہ رات گاؤں میں ہی گزار دیں انہیں اندیشہ تھا کہ ڈاکو لوٹ کر نہ آ

جائیں پولیس نے گاؤں والوں کی یہ بات مان لی یوں بھی انہیں سنیئر پولیس افسروں کی آمد تک وہیں ٹھہرنا تھا انہوں نے پولیس ہیڈکوارٹر سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ چند ڈاکٹروں کو بھی ساتھ لائیں۔

کیونکہ گاؤں کی بعض عورتیں اور بچے سکتہ کی حالت میں تھے اور انہیں طبی امداد کی ضرورت تھی۔

اگلی صبح سورج طلوع ہوتے ہی پورا گاؤں ایک بار پھر ماتم کدہ بن گیا مختلف گھروں سے رونے اور بین کرنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں تھوڑی دیر کے اندر آئی جی پولیس مسٹر سندر سنگھ اور ڈی آئی جی مسٹر ونو دجین پولیس کے ایک دستے کے ہمراہ بھیہ مائی پہنچ گئے مسٹر سندر سنگھ نے جب مقتولین کی لاشیں دیکھیں تو بولے۔اوہ میرے خدا یہ کس درندے کی حرکت ہے۔؟

جواب میں ایک ایس آئی نے انہیں ڈاکوؤں کے چھوڑے ہوئے تین

خط دکھائے ایک خط کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اس میں ڈاکوؤں کے نام درج تھے دوسرا خط انگریزی میں تھا اس میں سکندرہ پولیس اسٹیشن کے سب انسپکٹر کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا کہ اگر اس نے پھولن دیوی کا پیچھا کرنے کی کوشش کی تو اسے سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا خط کے نیچے رام اوتار کے دستخط تھے۔

اس خط کی روشنی میں ایک بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے بظاہر یہ لگتا ہے کھوجا رام پور کی پولیس کانسٹبلری........نے محض لاپروائی کی بنا پر بال مکند کی رپورٹ پر کوئی توجہ نہیں دی لیکن درپردہ حقیقت کچھ اور معلوم ہوتی ہے اگر پولیس کسی سنگین جرم کی رپورٹ پر کارروائی کرنے سے پہلو تہی کرتی ہے تو اس کی دو ہی وجوہ ہو سکتی ہیں یا تو اسے رشوت مل چکی ہے یا دھمکی ویسے پولیس کو دھمکی اتنا بزدل نہیں بناتی جتنا رشوت۔!

تھوڑی دیر میں محکمہ انسداد ڈکیتی کان پور کے انچارج مسٹر خورشید احمد بھی اپنی جیپ میں موقع پر پہنچ گئے جب انہوں نے بیس لاشیں دیکھیں تو انکی طبیعت متلانے لگی۔

آئی جی پولیس نے انہیں ڈاکوؤں کے خط دکھائے اور کہا۔ہمیں یہ تو پتا چل گیا ہے کہ اس واردات میں کن ڈاکوؤں ....کا ہاتھ ہے اب ہمارا صرف ایک کام ہے اور وہ ہے ان ڈاکوؤں کی گرفتاری۔

خورشید احمد نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا ان وحشیوں کو گرفتار کیے بغیر ....بلکہ ختم کیے بغیر میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔

ڈی آئی جی ونو دجین نے کہا اگر انہیں پتا چل گیا کہ ہم ان کے تعاقب میں ہیں تو وہ گھاٹیوں سے باہر نہیں آئیں گے اور ان جنگلوں میں انہیں تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے بھوسے کے ڈھیر سے سوئی۔!

اس اثناء میں چند پولیس والے لاشوں کو جیپ میں رکھنے لگے تا کہ

انہیں پوسٹ مارٹم کے لئے شہر لے جاسکیں یہ دیکھ کر دیہاتی ان کی

طرف دوڑے اور انہیں دھکے دینے لگے۔

خورشید احمد جلدی سے آگے بڑھے اور دیہاتیوں کو سمجھانے لگے کہ

لاشوں کا پوسٹ مارٹم کرانا ضروری ہے۔

ایک شخص نے کہا اگر پوسٹ مارٹم ضروری ہے تو اس کا انتظام یہیں پر

کیا جائے۔

دوسرے نے کہا۔ پوسٹ مارٹم سے کیا فائدہ مرنے والا تو مر گیا اب ہم

ان کی لاشوں کی بے حرمتی نہیں ہونے دیں گے۔

اس معاملے پر دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی۔ دیہاتی لاشوں کے

پوسٹ مارٹم کی اجازت دینے پر تیار نہیں تھے آئی جی اور ڈی آئی جی

پولیس بھی عاجز آ گئے۔

بالآخر خورشید احمد نے کہا۔ کیا تم لوگ یہ نہیں چاہتے کہ ڈاکوؤں کو گرفتار

کر کے انہیں سزا دی جائے۔؟

دیہاتی خورشید کو اچھی طرح جانتے تھے اور ان کی عزت بھی کرتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ وہ یقیناً ڈاکوؤں کو سزا دلوانا چاہتے ہیں اس پر خورشید احمد نے کہا جب ملزموں کو عدالت میں پیش کیا جائے گا تو جج اس وقت تک انہیں سزا نہیں دے گا جب تک اس کے سامنے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ پیش نہیں کی جائے گی اس رپورٹ میں یہ بات لکھی جائے گی کہ ان لوگوں کی موت کس طرح واقع ہوئی کس کو کتنی گولیاں لگیں کہاں کہاں لگیں اور گولیاں کس قسم کی رائفل سے چلائی گئی تھیں ہم نے گولیوں کے خول اپنے قبضے میں کر لئے ہیں انہیں بھی عدالت میں پیش کیا جائے گا لہٰذا اگر تم چاہتے ہو کہ قاتلوں کو سزا دی جائے تو تمہیں پوسٹ مارٹم کی اجازت دینی پڑے گی۔

دیہاتیوں نے آپس میں مشورہ کیا اور لاشیں لے جانے کی اجازت

دے دی تب یہ لاشیں جیپ کے ذریعے راجپور پہنچا دی گئیں۔

اس قتل عام کی خبر نے پورے بھارت میں دہشت کی لہر دوڑا دی حکومت کے افسران بالا نے ذمہ دار پولیس افسروں سے وضاحت اور جواب طلبی شروع کر دی۔

کانپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر رام کرشنا اس بات پر سخت برہم ہوئے کہ کھوجا رام پور کی پولیس کانسٹیبلری نے بروقت کارروائی کیوں نہیں کی اور کیوں والی بال کھیلتے رہے۔؟ جب کہ اس وقت بہیہ مائی میں لوٹ مار اور قتل کا بازار گرم تھا۔

آئی جی پولیس مسٹر مہندر سنگھ نے جواب دیا کہ وہ کھوجا پور کی پی اے سی پر لگائے گئے الزامات کی تحقیق کر رہے ہیں اور اگر یہ الزام سچے نکلے تو وہ پوری چوکی کے خلاف سخت کاروائی کریں گے۔

ایک سابق سیاست دان جوالا پرشاد نے انتظامیہ پر مجرمانہ غفلت کا

الزام عائد کیا اور کہا کہ اگر پولیس بروقت کارروائی کرتی تو یہیہ مائی کے لوگ ایک بہت بڑی تباہی سے بچ جاتے انہوں نے پولیس پر ڈاکوؤں کی پشت پناہی کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ دیہات کے رہنے والوں کا پولیس سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے کئی ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکو پولیس کے ساتھ مل کر وارداتیں کرتے ہیں پولیس نے بعض رپورٹ لکھوانے والوں کے نام ڈاکوؤں کو بتا دیے جس کی وجہ سے انہیں ڈاکوؤں کے انتقام کا نشانہ بننا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ پولیس کے پاس جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

ڈی آئی جی پولیس مسٹر ونو دجین جب لکھنو پہنچے تو انہیں عوام اور سیاست دانوں کی سخت تنقید کا سامنا کرنا پڑا مسٹر جین سے جو سوال بار بار کیا گیا وہ یہ تھا کہ ڈاکوؤں کو کب تک گرفتار کرلیا جائے گا۔؟

ڈی آئی جی نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ہم ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لئے اپنے پورے وسائل استعمال کر رہے ہیں اور امید ہے کہ ہمیں جلد کامیابی ہو گی لیکن ہمارے راستے میں کچھ مشکلات بھی ہیں ڈاکوؤں کو ان کی ذات سے تعلق رکھنے والے دیہاتیوں کا تعاون حاصل ہے وہ انہیں نہ صرف پولیس کی نقل و حرکت سے خبردار کر دیتے ہیں بلکہ گاہے بہ گاہے انہیں پناہ اور راشن بھی فراہم کرتے ہیں۔

مسٹر ونود جین خود بھی بہت پریشان تھے سب سے زیادہ پریشان کن بات یہ تھی کہ ڈاکوؤں کے پاس چھپنے کی جگہیں بہت تھیں چھ ہزار ایکڑ کا علاقہ ایسا تھا جو گھاٹیوں ٹیلوں اور جنگلوں سے بھرا پڑا تھا اس علاقے میں بے شمار پناہ گاہیں تھیں اتر پردیش کے علاقے میں کم و بیش 43 ڈاکوؤں کے گروہ تھے جن کی مجرمانہ سرگرمیوں کا دائرہ بتیس مربع میل کے علاقے میں پھیلا ہوا تھا اور اب ان تمام گروہوں میں پھولن

دیوی کا نام سرفہرست تھا۔

مسٹر جین کے فون کی گھنٹی بجی۔

دوسری طرف ہوم منسٹر مسٹر راجندر تر پاٹھی تھے انہوں نے سخت لہجے میں کہا مسٹر جین اگر تم ان ڈاکوؤں کو خصوصاً پھولن دیوی کو پندرہ دن کے اندر گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو تمہیں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سر میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں ڈی آئی جی نے کہا ہم سب مل کر کوشش کر رہے ہیں۔

کیا کوشش کر رہے ہو! ابھی تک تم نے کیا کیا ہے۔؟ ایک دو ٹکے کی چھوکری ہمارے سروں پر ناچ رہی ہے اس نے اتنا بڑا گروہ بنا لیا اور تم لوگوں کو خبر تک نہیں ہوئی۔

یہ اس کی پہلی بڑی واردات ہے سر ڈی آئی جی نے کہا۔ اس سے پہلے

اس کا نام ہمارے ریکارڈ میں نہیں تھا۔

ہم نے فی الحال اس کے سر کی قیمت دس ہزار روپے مقرر کی ہے ہوم منسٹر نے کہا اسے زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کو دس ہزار روپے دیئے جائیں بوقت ضرورت اس میں اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

حکام نے انسداد ڈکیتی کے محکمے میں ایک سینئر پولیس آفیسر بی پی سنگھل کو شامل کر دیا مسٹر سنگھل اس سے قبل دو ایوارڈ حاصل کر چکے تھے پولیس نے مستقیم اور رام اوتار کے سروں کی قیمت بھی دس دس ہزار روپے مقرر کر دی۔

فوری طور پر علاقے میں متعین پی اے سی۔ کے انیس دستوں کو پھولن دیوی کی تلاش پر مامور کر دیا گیا تھا ڈی آئی جی ونود جین نے آئی جی سے مشورہ کرنے کے بعد ان میں مزید چار دستوں کا اضافہ کر دیا اس کے علاوہ مسٹر جین نے دو اور کام کیے اور انہوں نے کھوجار امپور کی پی

اے سی چوکی کے پورے عملے کو معطل کرنے کی سفارش کی دوم پولیس کی کارروائی کی نگرانی کے لئے کالپی کو اپنا عارضی ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔

یہاں سے وہ اٹاوہ ’’کانپور‘‘ ہمیر پور‘‘ اور جالاؤں کے اضلاع میں ہونے والی کارروائیوں کی نگرانی کر سکتے تھے۔

لیکن عوام ان انتظامات سے مطمئن نہیں تھے۔

قتل ہونے والا ایک نوجوان نریش سنگھ اورایا کے کالج کا طالب علم تھا جب اس کالج کے طالب علموں کو اس قتل کی خبر ملی تو انہوں نے فوراً ہڑتال کر دی اور آناً فاناً پورے شہر کا نظام زندگی معطل کر دیا یہی وہ شہر ہے جہاں پھولن دیوی کو چند ہفتوں کے لئے جیل میں رہنا پڑا تھا طالب علموں نے جگہ جگہ رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹریفک کا نظام درہم برہم کر دیا ان دنوں مردم شماری کا عملہ شہر میں کام کر رہا تھا انہوں نے بھی اپنا کام روک دیا کاروباری اور تجارتی اداروں نے اپنے دفاتر

اور دکانیں بطور احتجاج بند کر دیں طالب علموں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ رشوت خور پولیس کو معطل کر دیا جائے اور فوج کو پھولن دیوی کی گرفتاری پر مامور کیا جائے۔

کئی دوسرے شہروں میں بھی اس قسم کے احتجاج ہوئے اور خاص طور پر پولیس کی نااہلی کے بارے میں شور مچایا گیا۔

عوام کے احتجاج سے متاثر ہو کر ہوم منسٹر نے آئی جی کو اپنے دفتر میں طلب کیا پوچھا کہ کھوجا رام پور کی پولیس نے ایک فریادی کی رپورٹ پر کارروائی کیوں نہیں کی اور کیوں والی بال کھیلتے رہے؟ بعد کی رپورٹوں میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ کچھ سپاہی تاش کھیل رہے تھے۔

آئی جی پولیس مسٹر مہندر سنگھ نے کہا میں نے اس معاملے میں جو چھان بین کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ چوکی کی اصل نفری گشت پر تھی جو لوگ والی بال کھیل رہے تھے جو چوکی کے محافظ اور دفتری عملے

کے افراد تھے۔

آئی جی کی وضاحت تسلی بخش نہیں تھی۔

حکومت نے آئی جی کو عوام کی نظروں سے اوجھل کرنے کے لئے ڈائریکٹر جنرل پولیس کا ایک نیا عہدہ تخلیق کیا اور مسٹر مہندر سنگھ کو اس عہدے پر ترقی دے کر ایک بند دفتر میں بٹھا دیا جہاں سے وہ 1984 میں ریٹائر ہو گئے۔

جس وقت بہیہ مائی میں قتل عام کا سانحہ پیش آیا اس وقت ضلع کانپور کا ایس پی الوک چھٹی پر تھا قتل عام کی خبر پڑھتے ہی اس نے خود بخود اپنی چھٹی منسوخ کی کانپور پہنچ کر ڈیوٹی جوائن کی اور دن بھر ہوم منسٹر کو صورت حال کی اطلاع دیتا رہا۔

لیکن اگلی صبح جب وہ اپنی میز پر پہنچا تو وہاں ہوم منسٹر کا دستخط شدہ ایک حکم نامہ موجود تھا اس کا تبادلہ ایک دوسرے ضلع میں کر دیا گیا تھا الوک

لعل یہ حکم نامہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کیا ایماندار اور فرض شناس افسروں کو یہی انعام دیا جاتا ہے۔؟

عجیب بات ہے جس نے کچھ نہیں کیا تھا اس کے لئے نیا عہدہ تخلیق کیا گیا اور فرض شناسی کے احساس سے جو اپنی چھٹیاں منسوخ کر کے لکھنو سے کانپور دوڑ کر آیا اس کا تبادلہ کر دیا گیا حکام کے اس فیصلے سے پولیس کے محکمے میں بددلی اور بے یقینی پھیلی۔

اتر پردیش کی یوتھ کانگریس کے صدر مسٹر سنجے سنگھ نے بہیہ مائی کا دورہ کیا اور متاثرین کو اپنی حفاظت کے لئے پانچ بندوقیں دینے کا اعلان کیا۔

حکومت کی طرف سے متاثرین میں کھانا اور کمبل تقسیم کئے گئے جن خاندانوں کے آدمی قتل ہوئے تھے انہیں پانچ ہزار روپے فی خاندان دیے گئے۔

بہیہ مائی کے باسیوں نے حکومت کے ان ذمہ دار افسروں سے جو وہاں دورہ کرنے آئے تھے کہا کہ اگر حکومت ان کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ حکومت کی بجائے ڈاکوؤں کو ٹیکس دینا شروع کر دیں گے انہوں نے الزام لگایا کہ پولیس کو ڈکیتی کی واردات کا پہلے سے علم تھا اور پھولن دیوی نے انہیں لوٹ کے مال میں سے حصہ دیا تھا۔

اس شبہے کو اس وقت تقویت پہنچی جب مقتولین کی لاشیں پوسٹ مارٹم کرائے بغیر بیہہ مائی واپس بھجوا دی گئیں اور گولیوں کے خول بھی عدالت میں پیش نہیں کیے گئے صرف ان تین مقتولین کا پوسٹ مارٹم کیا گیا جو اسپتال جاتے ہوئے راستے میں جاں بحق ہو گئے تھے لوگوں نے الزام لگایا کہ قتل عام میں جو گولیاں استعمال کی گئی تھیں وہ پولیس نے سپلائی کی تھیں اگر پوسٹ مارٹم کرایا جاتا تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی اس ضمن میں دو باتیں کہی جا سکتی ہیں یا تو وہ گولیاں

پولیس کے بعض کارندوں نے خود ڈاکوؤں کے ہاتھ فروخت کی تھیں اور یا ڈاکوؤں نے انہیں کسی پولیس چوکی سے چوری کیا تھا یہ دونوں باتیں پولیس کے خلاف جاتی تھیں اس لئے لوگوں کا خیال ہے کہ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے پوسٹ مارٹم کرانے سے اعتراز کیا گیا۔

اگر باریکی سے غور کیا جائے تو ایس پی الوک لعل کے تبادلے کا معاملہ بھی واضح ہونے لگتا ہے معلوم ہوتا ہے اس پر کچھ خطرناک حقیقتیں منکشف ہوگئی تھیں یا ہونے والی تھیں یہ بات ہر شخص جانتا ہوگا کہ غیر طبعی موت کی صورت میں لاش کا پوسٹ مارٹم کرانا قانونی طور پر ضروری ہے خواہ موت خودکشی کے باعث واقع ہو، یا حادثاتی ہو اور یا قتل کیا گیا ہو۔

سانحہ بہیہ مائی بھارت کی تاریخ کا سنگین واقعہ ہے اس سے قبل سب

سے بڑا واقعہ 1922ء میں پیش آیا تھا اس سال گردار سنگھ نامی ایک ڈاکو نے سولہ دیہاتیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اس قتل کے بعد پھولن دیوی کی تلاش میں پولیس کی ساری مشینری حرکت میں آ گئی پہلے دو ہزار جوانوں کو گھاٹیوں میں پھیلا دیا گیا اس کے بعد ان میں مزید پانچ سو جوانوں کا اضافہ کر دیا گیا یہ ڈھائی ہزار جوان جدید ساز و سامان سے لیس تھے ان کے پاس بہترین رائفلوں کے علاوہ واکی ٹاکی وائرلیس بھی تھے انہیں حکم دیا گیا کہ گھاٹیوں اور جنگلوں میں گھس جائیں اور جیسے بھی ہو پھولن دیوی کو گرفتار کر کے لائیں ہر جھاڑی میں اور ہر پتھر کے نیچے دیکھیں ہر کھوہ اور ہر پھٹ میں جھانکیں۔

جب منسٹر آف اسٹیٹ مسٹر شیو ناتھ خوشوا ہا بھیہ مائی کے دورے پر آئے تو ڈی آئی جی مسٹر ونو د جین بھی وہاں پہنچ گئے انہوں نے منسٹر سے

شاباش وصول کرنے کے لئے اپنے خیال میں انہیں ایک خوشخبری سنائی۔سر جس روز یہاں ڈکیتی کی واردات پیش آئی تھی اس روز ہمارے آدمیوں نے جگرام سنگھ کے گروہ کے ایک مشہور ڈاکو ماتا دین چاند کو ایک سخت مقابلے کے بعد موت کے گھاٹ اتار دیا۔

منسٹر آف اسٹیٹ نے اسے ڈانٹ دیا مجھے قصے مت سناؤ تم لوگ ہمیشہ سخت مقابلے کے بعد ڈاکوؤں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہو یہاں جو کچھ ہوا تھا مجھے اس کے بارے میں بتاؤ یہ بتاؤ کہ پھولن دیوی کب گرفتار ہو گی۔

مسٹر ونو دجین کھسیانے ہو کر بولے سر ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن کچھ رکاوٹیں درپیش ہیں۔

رکاوٹیں اور مسائل پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں انسداد ڈکیتی کے انچارج مسٹر خورشید احمد جو اپنے آدمیوں کے ہمراہ گھاٹیوں اور جنگلوں

میں پھولن دیوی کی تلاش کر رہے تھے کئی مسائل سے دو چار تھے۔

انہوں نے ایک جونیئر آفیسر سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔اس پر خطر اور پراسرار علاقے میں ہیلی کاپٹر کے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔

جونیئر آفیسر نے کہا آپ اپنا مسئلہ حکام کے سامنے کیوں نہیں رکھتے ؟

رکھ چکا ہوں۔خورشید احمد نے کہا کئی مہینوں سے فریاد کر رہا ہوں کوئی سنتا ہی نہیں تم ہی کوئی طریقہ بتاؤ۔

جونیئر آفیسر نے پریشانی سے منہ پر ہاتھ پھیرا پھر بولا ایک آسان طریقہ ہے میرے ذہن میں بشرطیکہ آپ سننا پسند کریں۔

جلدی سے بتاؤ۔

جونیئر آفیسر نے پر خیال لہجے میں کہا ہیلی کاپٹر اپنی جیب سے خرید لیں اور............بل پھولن دیوی کو بھیج دیں۔

خورشید نے آنکھیں گھما کر اس کی طرف دیکھا بولے معلوم ہوتا ہے کہ

بگلہ پکڑنے کی ترکیب بھی تمہیں نے ایجاد کی تھی۔

بگلہ پکڑنے کی ترکیب۔!

بہت آسان ترکیب ہے بگلہ دوپہر کے وقت ایک ٹانگ پر قیلولہ کرتا ہے آنکھیں اس کی بند ہوتی ہیں پیچھے سے دبے پاؤں اس کے قریب جاؤ موم بتی جلا کر پگھلی ہوئی موم اس کی آنکھوں میں ڈالو اور جب وہ اندھا ہو جائے تو اسے گرفتار کرلو۔

دونوں نے قہقہہ لگایا۔

فیلڈ آپریشن کے انچارج مسٹر سنگھل سنگھ نے گھاٹیوں میں اپنا کیمپ لگا لیا تھا اور کئی روز کا راشن بھی وہیں پر منگوا لیا تھا اس کے جوان عملی طور پر ایک ایک پتھر اور ایک ایک جھاڑی کے نیچے دیکھ رہے تھے یعنی جنگل کو چھلنی کی طرح چھان رہے تھے حکومت اس آپریشن پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی تھی لیکن ایک روز اچانک یہ سارے کے سارے

انتظامات دھواں ہو گئے پولیس کو غیر مصدقہ ذرائع سے اطلاع ملی کہ پھولن دیوی سانحہ بہیہ مائی کے فوراً بعد لکھنو چلی گئی تھی اور اب وہاں آرام کر رہی ہے نیز یہ کہ اس کا زیادہ وقت فلمیں دیکھنے میں گزرتا ہے۔

اس اطلاع کے ساتھ ہی فیلڈ آپریشن پر برف پڑ گئی پولیس کی ساری توجہ لکھنو پر مرکوز ہو گئی۔ لکھنو کے تمام سینما گھروں کے باہر پولیس متعین کر دی گئی جب فلم ختم ہوتی تو پولیس ایک ایک تماشائی کی چھان بین کرتی اور پھر اسے جانے دیتی خواہ مرد ہو یا عورت۔ اگر پھولن دیوی لکھنو آئی تھی تو اس کے ساتھ کچھ ڈاکو بھی آئے ہوں گے۔

لیکن مسئلہ یہ تھا کہ پولیس کے پاس پھولن دیوی کی کوئی تصویر نہیں تھی اگرچہ انہوں نے ایک آرٹسٹ سے پھولن دیوی کی خیالی تصویر تمام تھانوں میں تقسیم کر دی تھی لیکن وہ اس کی اصل شکل سے بہت مختلف

تھی آرٹسٹ نے پھولن کی چھوٹی بہن رام کلی کو دیکھا اور کچھ مدد ان لوگوں سے لی جنہوں نے پھولن دیوی کو دیکھا تھا۔

کچھ پولیس والے سیاہ لباس میں سینما ہال کے اندر بھی موجود رہتے تھے ایک روز ایک پولیس آفیسر کو ایک فلم بین پر شک ہوا وہ ایک بیس اکیس سالہ لڑکی تھی جس نے دیہاتیوں جیسے کپڑے پہن رکھے تھے اور مردوں کے درمیان بیٹھی تھی اس کے نقوش موٹے تھے تاہم چہرے کے تاثرات میں دیہاتی پن نہیں تھا جب وقفہ ہوا تو پولیس آفیسر نے دیکھا کہ وہ لڑکی اکیلی ہے پر اس کی حرکات وسکنات میں کوئی جھجک اور حجاب نہیں پایا جاتا تھا۔ سادہ لباس پولیس آفیسر لڑکی کے پاس گیا اور کسی رنگین مزاج شخص کی طرح مسکرا کر بولا میرا خیال ہے کہ ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں۔

لڑکی نے منہ بنایا اور ایک طرف جاتے ہوئے بولی ہونہہ! تیری شکل تو

ملنے والوں جیسی نہ لگے۔

پولیس آفیسر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا ہولے سے بولا سندری کا نام کیا ہے۔

ارے جا............لڑکی نے کہا تو کیا نام پوچھے گا۔شکل ہی پھکڑ دکھے ہے۔

آزما کے تو دیکھ۔

لڑکی رک گئی اور سے سر پیر تک پولیس آفیسر کا جائزہ لیا بولی کتنا مال ہے تیری جیب میں۔؟

مال بہت ہے پولیس آفیسر نے کہا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا اسے یقین ہو گیا کہ وہ لڑکی پھولن دیوی ہے بولا تجھے خوش کر دوں گا چھوڑ فلم میں کیا رکھا ہے۔

لڑکی طنزیہ انداز میں بولی شکل سے تو تو ایسا نہ لگے۔

ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ پولیس آفیسر کے دو ساتھی عقب سے نمودار ہوئے اور لڑکی کو تقریباً اٹھا کر باہر لے گئے وہاں پولیس کی جیپ تیار کھڑی تھی انہوں نے لڑکی کو جیپ میں ڈالا اور طوفانی رفتار سے جیپ چلاتے ہوئے پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے لڑکی سارا راستہ شور مچاتی اور چیختی رہی مگر کسی نے اس کی بات نہیں سنی۔

پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ کر پولیس آفیسر لڑکی کو سنئیر آفیسر کے پاس لے گیا اور کہا کہ وہ پھولن دیوی ہے۔

لڑکی نے چیخ کر کہا پھولن دیوی ہوگی تیری کوئی لگتی میں پھولن دیوی نہیں ہوں۔

کہاں رہتی ہے تو۔؟

لڑکی نے اپنا نام اپنے باپ کا نام اور اپنے گھر کا پتہ بتایا پولیس نے جب موقع پر جا کر تصدیق کی تو لڑکی کا بیان درست نکلا وہ پھولن دیوی

نہیں تھی بلکہ ایک آزاد خیال لڑکی تھی جو عجیب عجیب لباس پہن کر فلم دیکھنے جاتی تھی اور مردوں کے درمیان بیٹھتی تھی۔

اتر پردیش کی پولیس پھولن دیوی کی تلاش میں جنگلوں ہی کو نہیں شہروں کو بھی چھاننے پر تلی ہوئی تھی عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب پولیس پوری ایمانداری کے ساتھ کسی کے پیچھے پڑ جاتی ہے تو اسے چند دنوں کے اندر ڈھونڈ نکالتی ہے لیکن پھولن دیوی کے معاملے میں یہ حقیقت غلط ثابت ہو رہی تھی پھولن کسی چھلاوے کی طرح غائب ہو گئی تھی پولیس کے ڈھائی ہزار جوانوں نے جنگلوں اور گھاٹیوں کا کونا کونا چھان مارا تھا لیکن پھولن دیوی کو گرفتار کرنے میں ناکام رہے تھے وہ یا تو دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہو گئی تھی یا پانی بن کر زمین میں جذب ہو گئی تھی۔

لیکن نہیں پھولن دیوی آس پاس ہی موجود تھی پولیس کی سرگرمیاں اس

کی نظر میں بازیچہ اطفال سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی تھی وہ سامنے رہتے ہوئے بھی نظروں سے اوجھل رہنے کا فن سیکھ گئی تھی۔

ایک روز علی الصباح ایک نوجوان جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی سکندریہ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا اور اونگھتے ہوئے ایک کانسٹیبل کو ایک خط دیتے ہوئے بولا یہ خط تھانیدار کو دے دینا۔

کانسٹیبل نے خط لیا اور کسی شرابی کی طرح جھومتا ہوا بولا کس نے دیا ہے یہ خط۔؟

خط میں سب کچھ لکھا ہے نوجوان نے جواب دیا۔

کانسٹیبل کو نوجوان کا لب ولہجہ کچھ عجیب سا لگا اس نے پوچھا تم کون ہو۔؟

نوجوان نے جواب دیا یہ بھی خط میں لکھا ہوا ہے۔

پھر واپس مڑا اور تھانے سے باہر نکل گیا اس کے جانے کے فوراً بعد سپاہی کو احساس ہوا کہ خط دینے والا لڑکا نہیں تھا اس نے جلدی سے خط کھول کر اس پر نظر ڈالی اس کے ساتھ ہی اس کی ساری نیند ہوا ہو گی وہ بندر کی طرح اچھلا اور چھلانگیں لگاتا ہوا باہر کی طرف بھاگا لیکن خط دینے والا یا والی دھوئیں کی مانند غائب ہو گئی تھی اس نے قرب و جوار کی ساری گلیاں چھان ماریں اور بعض گھروں کے دروازے بھی کھٹکھٹائے مگر ناکام رہا وہ جلدی سے واپس آیا اور انچارج کو جگا کر پہلے تو اس کی گالیاں سنیں پھر خط اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

خط پر نظر پڑتے ہی انچارج کے چودہ طبق روشن ہو گئے ہائیں

.........یہ تو پھولن دیوی کا خط ہے کون دے کر گیا ہے۔

سپاہی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ میرا خیال ہے کہ وہ خود ہی دے کر گئی

ہے۔

وہ خود..........یعنی پھولن دیوی؟ انچارج چلایا لیکن یہ خیال سے تمہاری کیا مراد ہے۔؟

جناب وہ لڑکے کے بھیس میں تھی اس کے جانے کے بعد مجھے سمجھ آئی کہ وہ لڑکی تھی۔

انچارج نے اونگھتے ہوئے سپاہیوں کو چاروں طرف دوڑایا اور ساتھ ہی فیلڈ آپریشن کے انچارج اور افسران بالا کو بھی صورتحال سے آگاہ کر دیا اس کے ساتھ ہی سکندریہ کے علاقے میں ہر طرف پولیس کے بوٹوں کی دھمک گونجنے لگی ہر نوجوان کی مونچھیں کھینچی گئیں اور ہر لڑکی کے سر سے چادر اتاری گئی پر وہ نہ ملی جس کی تلاش تھی۔

اب ذرا خط کا حال بھی ملاحظہ ہو..........وہ ایک بھدا سا لیٹر ہیڈ تھا اور پھولن دیوی کے نام کی ربڑ اسٹیمپ لگی ہوئی تھی۔

کے مسٹر سنگھل پر ایک بار پھر دباؤ بڑھ گیا۔

شام کا وقت تھا اور سنگھل اپنے خیمے میں لیٹا مچھروں کے اس جھرمٹ کو دیکھ رہا تھا جو اس کے سر کے اوپر بد قسمتی کا ساز بجا رہے تھے اس نے دو تین تالی بجانے کے انداز میں چند مچھروں کو ہلاک کیا لیکن چند لمحوں کے اندر باہر سے مزید مچھر خیمے میں داخل ہوتے اور مرحوم مچھروں کی کمی پوری کر دیتے اس کا کیمپ گھاٹیوں کے اندر تھا اور وہاں سینکڑوں خیمے لگے ہوئے تھے دن کو گشت کرنے والی پارٹیاں واپس آنے والی تھیں اور شبینہ گشت پارٹیاں کیل کانٹے سے لیس ہو رہی تھیں۔

سنگھل نے حکومت سے جس ساز و سامان کا مطالبہ کیا تھا ان میں چھ موٹر بوٹ بھی شامل تھیں حال ہی میں اسے دہلی سے آٹو میٹک رائفلوں کی ایک کھیپ موصول ہوئی تھی یہ رائفلیں جوانوں میں تقسیم کر دی گئی

کے مسٹر سنگھل پر ایک بار پھر دباؤ بڑھ گیا۔

شام کا وقت تھا اور سنگھل اپنے خیمے میں لیٹا مچھروں کے اس جھرمٹ کو دیکھ رہا تھا جو اس کے سر کے اوپر بدقسمتی کا ساز بجا رہے تھے اس نے دو تین تالی بجانے کے انداز میں چند مچھروں کو ہلاک کیا لیکن چند لمحوں کے اندر باہر سے مزید مچھر خیمے میں داخل ہوتے اور مرحوم مچھروں کی کمی پوری کر دیتے اس کا کیمپ گھاٹیوں کے اندر تھا اور وہاں سینکڑوں خیمے لگے ہوئے تھے دن کو گشت کرنے والی پارٹیاں واپس آنے والی تھیں اور شبینہ گشت پارٹیاں کیل کانٹے سے لیس ہو رہی تھیں۔

سنگھل نے حکومت سے جس ساز و سامان کا مطالبہ کیا تھا ان میں چھ موٹر بوٹ بھی شامل تھیں حال ہی میں اسے دہلی سے آٹومیٹک رائفلوں کی ایک کھیپ موصول ہوئی تھی یہ رائفلیں جوانوں میں تقسیم کر دی گئی

تھیں پولیس کو جو اطلاعات موصول ہوئی تھیں اس کے مطابق پھولن دیوی کے گروہ کے پاس جو اسلحہ تھا اس میں ایک اسٹین گن دو سیلف لوڈنگ رائفلیں اور ایک نیم آٹومیٹک رائفل شامل تھی سنگھل نے میز پر پڑا ہوا اسٹیٹس مین اخبار اٹھایا اور اسے پڑھنے لگا اخبار نے اپنے اداریے میں پھولن دیوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا اگر پھولن دیوی کو ہلاک کر دیا گیا تو یہ یو پی پولیس کی ٹوپی میں ایک شاندار تمغہ ہو گا۔

تھوڑی دیر بعد ایک گروپ لیڈر خیمے داخل ہوا اور بولا میں نے ایک خبر سنی ہے۔

سنگھل نے مچھروں کے اوپر ایک تالی بجائی اور اٹھ کر بیٹھ گیا کیا پھولن دیوی نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔؟ گروپ لیڈر نے نفی میں سر ہلایا ہم اتنے خوش قسمت نہیں ہیں میں نے نئے ایس پی صاحب کے بارے میں ایک خبر سنی ہے اس کا اشارہ جالاؤں ڈسٹرکٹ کے نئے

ایس پی مسٹر اوما شنکر کی طرف تھا چند روز پہلے ایس پی صاحب ایک گاؤں کے دورے پر گئے تھے گاؤں کے لوگوں نے جب دور سے انہیں دیکھا تو دوڑ کر ان کی پذیرائی کے لئے آگے بڑھے لیکن جب ذرا قریب پہنچے تو ان کے چہرے بجھ گئے اور وہ ادھر اُدھر ہو گئے ایس پی صاحب بڑے پریشان ہوئے کہ یہ ماجرا کیا ہے انہوں نے ایک دو آدمیوں سے پوچھا بھی لیکن جواب کی بجائے ان کے چہروں پر کھسیانی مسکراہٹ نظر آنے لگی............

اتنی بات بتانے کے بعد گروپ لیڈر چپ ہو گیا وہ ان لوگوں میں سے تھا جو تجسس پیدا کرنے کے بعد دوسروں کی بے چینی سے لطف اندوز ہونے کے عادی ہوتے ہیں۔

آگے بکو سنگھل نے کہا پھر کیا ہوا۔؟

گروپ لیڈر نے جواب دیا دراصل ایس پی صاحب کی شکل ایک

مشہور ڈاکو مستقیم سے ملتی جلتی ہے گاؤں کے لوگ انہیں مستقیم سمجھ کران کی طرف دوڑے تھے۔

سنگھل نے افسردگی سے سر ہلایا جہاں عوام کا یہ حال ہو وہاں پولیس کیا کرسکتی ہے سب بکواس ہے ہم کتنے دنوں سے یہاں جنگل میں پڑے خوار ہورہے ہیں بیوی بچوں سے دور............نہ گھر کی روٹی اور نہ گھر کا آرام۔

سنگھل نے کہا پورے ملک میں نہیں پوری دنیا میں کہو یورپ اور امریکہ کے اخباری نمائندے بہمہ مائی اور گوراہا پوروا کی یاترا کرنے چلے آرہے ہیں ہر شخص حکومت کی نااہلی کا ذکر کرتا ہے اور حکومت نے اپنی توپوں کا رخ ہماری طرف کررکھا ہے ہماری کارگزاری کوئی نہیں سنتا ہر شخص یہی کہتا ہے کہ رپورٹیں نہیں چاہئیں پھولن دیوی چاہیے تم ہی بتاؤ ہم کہاں سے پیدا کریں پھولن دیوی۔!!!

گروپ لیڈر نے پرخیال انداز میں کہا ابھی ایسا کوئی فارمولا ایجاد نہیں ہوا سر۔!!!

سنگھل اس کی بات میں چھپے ہوئے نکتے کو نہیں سمجھا اپنی روانی میں بولا اخباری نمائندے ہم پر تنقید کرتے ہیں سیاست داں ہمیں لعن طعن کرتے ہیں حکومت کا جوتا ہمارے سر پر پڑتا ہے لیکن یہ لوگ رات کو کم از کم اپنے گھر تو چلے جاتے ہیں اپنی چھت کے نیچے تو سوتے ہیں ہم ہیں کہ ساری رات مچھروں سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔

اسی اثناء میں ایک اے ایس آئی بھی خیمے میں آ کر بیٹھ گیا اس نے کہا میرے ذہن میں ایک تجویز ہے سرکار نے پھولن دیوی کی گرفتاری پر جو انعام رکھا ہے وہ بہت تھوڑا ہے انعام کی رقم بڑھا دینی چاہیے۔

سنگھل نے افسردگی سے سر ہلایا انعام کی رقم بڑھانے سے ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جس کے سر کی جتنی زیادہ قیمت ہوتی ہے وہ اتنا

ہی سر اونچا کر کے چلتا ہے اور فخر سے اپنے ساتھیوں کو بتاتا ہے کہ اس کی گرفتاری کے لئے سرکار نے اتنا بڑا انعام مقرر کیا ہے اس سے چھوٹے ڈاکوؤں کے دلوں میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ان کے سر کی بھی بہت بڑی قیمت مقرر کی جائے اس بات سے ان کی انا کو تسکین ملتی ہے اگر حکومت ہر ڈاکو کے سر کی قیمت پانچ سو روپے مقرر کر دے تو آدھے سے زیادہ ڈاکو شرم کے مارے ڈوب مریں۔

گروپ لیڈر ہولے سے بولا۔آپ کی خوش فہمی ہے ڈاکوؤں میں شرم ہوتی تو وہ ڈاکو بنتے ہی کیوں۔

اے ایس آئی نے کہا جتنے اختیارات ڈاکوؤں کے پاس ہیں اتنے ہمیں مل جائیں تو ایک مہینے کے اندر چنبل وادی کے اندر پولیس کے سپاہی اور ڈاکو ایک گھاٹ پر پانی پینے لگیں ہمیں کھل کر کام کرنے کی اجازت نہیں کھلے دل سے گولیاں چلانے کی اجازت نہیں ڈاکوؤں

کے رشتے داروں پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں اگر ہم چار گولیاں چلاتے ہیں تو آٹھ آٹھ رپورٹیں لکھنا پڑتی ہیں پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ ہم گولیاں بیچتے ہیں سرکار کو چاہیے کہ ہمیں کم از کم ڈاکوؤں کے رشتے داروں کو پکڑنے کی اجازت دے دیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

ایک بات تو تم چھوڑ ہی گئے گروپ لیڈر نے کہا۔

کون سی بات۔؟

گروپ لیڈر نے دبے لفظوں میں کہا اس جنگل میں رہنے کی وجہ سے صرف تنخواہ پر گزارہ کرنا پڑتا ہے اے ایس آئی آنکھ دباتا ہوا بولا جبھی تو کہہ رہا ہوں کہ ہمیں ڈاکوؤں کے رشتے داروں کو گرفتار کرنے کی اجازت ہونی چاہیے ڈاکو جو کچھ لوٹتے ہیں اس کا آدھا حصہ ان کے رشتہ داروں کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

یہاں یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ پھولن دیوی کے خاندان کو پولیس نے

بہت پریشان کیا تھا ان سے کئی کئی گھنٹے تک پوچھ گچھ کی گئی تھی تاہم
پھولن جانتی تھی کہ اگر اس نے اپنے خاندان کو بچانے کی خاطر خود کو
پولیس کے حوالے کر دیا تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا پولیس اس کے خاندان
کے ساتھ پھر بھی کوئی نرمی نہیں کرے گی وہ پولیس سے دور رہ کر اپنے
خاندان کی زیادہ مدد کر سکتی تھی۔

پھولن دیوی کی بہن رام کلی سے جب ایک پولیس آفیسر نے یہ پوچھا
کہ پھولن دیوی ڈاکو کیوں بنی تو اس نے غصے سے جواب دیا بھگوان
نے میری بہن کو معصوم پیدا کیا تھا پر تیرے جیسے مردوں نے اسے ڈاکو
بنا دیا۔

سانحہ بہیہ مائی کے بعد جب پھولن دیوی پہلی بار مستقیم سے ملی تو اسے
سخت مضطرب پایا......وہ پاگلوں کی طرح ایک ایک سردار کو گھورنے
لگا مان سنگھ..........بلوان سنگھ رام اوتار۔ یہ..........تم لوگوں نے

کیا غضب کر دیا پولیس کے آدمی چوہوں اور مینڈکوں کی طرح گھاٹیوں میں سرسراتے پھر رہے ہیں انہیں پتہ نہیں ہلتا دکھائی دیتا ہے تو وہ فائر کھول دیتے ہیں چند دنوں کے اندر انہوں نے کئی ڈاکوؤں کا تیا پانچا کر دیا ہے۔

پھولن مستقیم کو گھورتی ہوئی بولی اس کارروائی کی ذمہ دار میں ہوں وہ لوگ اسی سلوک کے مستحق تھے انہوں نے خود اس مصیبت کو دعوت دی تھی۔

لیکن میں نے اس مصیبت کو دعوت نہیں دی تھی مستقیم نے کہا تمہیں پتہ ہے پولیس نے گھاٹیوں میں کیمپ لگا لیا ہے اب جب تک پولیس نہیں جاتی ہم کوئی واردات نہیں کر سکتے اور ایک بات اچھی طرح سن لو اب مستقیم اور پھولن دیوی ایک ساتھ کام نہیں کر سکتے۔

پھولن نے حیرانی سے کہا مستقیم تو تو ایک ڈرپوک آدمی کی طرح باتیں

کرے ہے مستقیم ایک قدم آگے بڑھا میں وکرم ملاح کی طرح ختم ہونا نہیں چاہتا پھولن دیوی تیرے ستارے اچھے نہیں ہیں تو جہاں بھی جائے گی تباہی تیرے ساتھ ہو گی اگر تو دو تین آدمیوں کو قتل کر دیتی تو کوئی بات نہ تھی دو درجن آدمیوں کو قطار میں کھڑا کر کے مارنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔

بلوان سنگھ ان کی گفتگو میں دخل دیتا ہوا بولا۔ جو ہو چکا اس کو چھوڑو اب یہ سوچو کہ ہمیں آگے کیا کرنا ہے۔

آگے کیا کرنا ہے! مستقیم ہاتھ جھٹک کر بولا۔ آگے کچھ بھی نہیں کرنا اب تو ہم آگے آگے ہوں گے اور پولیس پیچھے پیچھے ہو گی۔

پھولن نے مستقیم کو دیکھتے ہوئے کہا تو پولیس سے ڈرے ہے پر میں نہ ڈروں ڈرنے والے پکڑے جاتے ہیں پھولن دیوی پر ہاتھ ڈالنے والا کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہوا۔

یہ ڈر کی بات نہیں ہے پھولن دیوی۔ مستقیم نے کہا عقل کی بات ہے شیر کے منہ میں سر ڈالنا بہادری نہیں ہے۔

بلوان سنگھ دوبارہ انہیں ٹوکتا ہوا بولا یہ جگہ خطرناک ہے پولیس کسی وقت بھی ہمیں گھیرے میں لے سکتی ہے یہ جھگڑے کا وقت نہیں ہے اس وقت ہمیں اپنے بچاؤ کی تدبیر سوچنی چاہیے۔

پھولن دیوی کو مستقیم کی باتوں پر سخت غصہ آ رہا تھا بلوان سنگھ کو ایک طرف ہٹاتی ہوئی بولی شیر کے منہ میں سر ڈالنا کسی کا کام ہے مستقیم بہادر وہ ہے جو شیر کے منہ میں سر ڈالے اور پھر باہر بھی نکال لے پھولن دیوی کو آزما کر دیکھ لے اب میں کسی سے نہ ڈروں تو جس چوکی کا نام لے گا میں اس چوکی میں گھوم پھر کر واپس آ جاؤں گی پھولن دیوی ایک دفعہ مر چکی ہے اب بار بار نہیں مرے گی۔

مان سنگھ نے کہا پھولن دیوی ٹھیک کہتی ہے مستقیم یہ بہادر ہی نہیں ذہین

بھی ہے میں نے یونہی اسے سردار تسلیم نہیں کرلیا اگر تو بہیہ مائی میں ہوتا تو اس کی شان اور آن بان دیکھ کر دنگ رہ جاتا۔میری بات پر یقین نہیں آئے تو ان لوگوں سے پوچھ لے۔

مستقیم چپ ہو گیا بلوان سنگھ سے بولا۔تو بچاؤ کی بات کرر ہا تھا۔

بلوان سنگھ نے تمام ڈاکوؤں کو جو ادھر اُدھر مختلف کاموں میں مصروف تھے قریب بلالیا اور سلسلہ کلام شروع کرتا ہوا بولا جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو اس وقت ہم ہنگامی حالات سے دو چار ہیں ہنگامی حالات میں ہنگامی طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے سب سے پہلی بات جو یاد رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ جب دشمن کا پلہ بھاری ہو تو پھر ایک جگہ پر جمع نہیں ہونا چاہیے اس سے دشمن کا کام آسان ہو جاتا ہے اس حالت میں اگر پولیس نے ہمیں گھیرے میں لے لیا تو ہم میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا پولیس ہمیں گرفتار کرنے کی بجائے چن چن کر مار

ڈالے گی اس لئے اس وقت ہمیں بکھر جانا چاہیے دو دو تین تین کی ٹولیوں میں بٹ کر دیہاتوں میں گم ہو جانا چاہیے کوئی کھیتوں میں کام شروع کر دے کوئی راج مزدوری کر لے، کوئی مویشی چرائے اور کوئی آس پاس کے کسی شہر میں چلا جائے شہروں میں بے شمار چھوٹے موٹے کام مل جاتے ہیں ایک اور ضروری بات یاد رکھو بکھرنے سے پہلے اپنا حلیہ تھوڑا تبدیل کر لو جس نے بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی ہیں وہ مونچھیں صاف کرا دے کوئی آدمی اسلحہ ساتھ نہ رکھے جہاں بھی رہو، جو بھی کام کرو جیسے بھی حالات ہوں مگر کسی سے اکڑ کر بات نہیں کرنا تمہارا واسطہ سادہ لباس پولیس یا پولیس کے مخبروں سے بھی پڑ سکتا ہے اگر تم عاجزی اور مسکینی سے بات کرو گے تو کسی کو وہم بھی نہیں ہو گا کہ تم ڈاکو ہو جس کی آنکھیں چمکتی ہیں وہ نیچی آنکھیں کر کے بات کرے اور کوئی اس میں اپنی بے عزتی نہ سمجھے یہ عقلمندی اور

چالاکی کی باتیں ہیں جب طاقت سے مقابلہ کرنے کا موقع نہ ہو تو پھر عقلمندی سے کرنا پڑتا ہے۔

پھولن کے گروہ کا ایک ڈاکو.........جس کا نام جیون تھا بولا استاد یہ چلہ ہمیں کب تک کاٹنا ہوگا۔؟

تو اتنی سی بات نہ سمجھے۔.........پھولن دیوی نے کہا جب تک پولیس یہاں سے نہیں ہٹتی ہم واپس نہیں آئیں گے۔

رام اوتار نے کہا استاد بلوان سنگھ ایک کام تو نے بہت مشکل بتایا ہے یہ عاجزی اور مسکینی سے بات کرنا اپنی سمجھ میں نہ آوے ہے۔

بہادر وہ نہیں ہے جو بڑکیں مارتا پھرے بلوان سنگھ نے کہا اور خواہ مخواہ اکڑ کر چلے۔

پھولن دیوی ایک طرف بیٹھ کر چھالیہ چبانے لگی اس کے چہرے پر لاتعلقی اور بے خوفی پائی جاتی تھی۔

اس کے قریب ہی بلوان سنگھ کی ساتھی میرا ٹھاکر بیٹھی تھی اور خاصی پریشان دکھائی دیتی تھی۔

بلوان سنگھ نے پھولن کو ایک تصویر دکھائی۔ یہ اپنی تصویر دیکھی تو نے۔؟

پھولن نے تصویر کی طرف دیکھ کر برا سا منہ بنایا یہ میری تصویر نہیں ہے ارے یہ تو مجھے رام کلی کی شکل لگے ہے۔

یہ ایک آرٹسٹ کی بنائی ہوئی تصویر ہے بلوان سنگھ نے کہا اس نے لوگوں سے تیرا حلیہ پوچھ کر یہ تصویر بنائی ہے اور اسے تمام تھانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے پولیس کا ہر افسر اور سپاہی یہ تصویر جیب میں ڈالے پھر رہا ہے لیکن چونکہ یہ تصویر تجھ سے بہت مختلف ہے اس لئے تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے تو پولیس والوں کے سامنے سے بھی گزر جائے گی تو وہ تجھے پہچان نہیں پائیں گے۔

میرا ٹھاکر اپنے بالوں کا جوڑا بناتی ہوئی بولی میں کہاں رہوں گی۔

تو پھولن دیوی کے ساتھ رہے گی بلوان سنگھ نے کہا تم دونوں ایسا کرو کہ غریب دیہاتی عورتوں جیسا لباس پہن لو اور کسی گاؤں میں جا کر مزدوری شروع کر دو۔

میں تم دونوں کو اینٹوں کے ایک بھٹے پر ملازم رکھوا دیتا ہوں وہاں تمہیں رہنے کی جگہ بھی مل جائے گی اور کوئی خطرہ بھی نہیں ہو گا۔

اگر کسی نے نام پوچھ لیا تو ہم کیا جواب دیں گی۔؟

اصلی نام نہ بتانا، کوئی فرضی نام سوچ لو آپس میں کوئی رشتہ بھی طے کر لو مثلاََ تم دونوں نند اور بھاوج ہو۔ پھولن نند اور میرا بھاوج کوئی پوچھے تو کہنا آدمی نکما ہے، دارو پیتا ہے، مارتا پیٹتا ہے اور کماتا کچھ نہیں۔

کچھ دیر بعد تمام ڈاکوؤں نے وہاں سے کوچ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں کچھ ڈاکو فالتو سامان کا بندوبست کرنے لگے۔

مستقیم نے مان سنگھ کو ایک طرف لے جا کر کہا مان سنگھ تو نے پھولن کو

سرداری دے کر اچھا نہیں کیا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری بات کوئی نہیں سنتا۔ سب پھولن کی طرف دیکھتے ہیں۔

مان سنگھ نے اپنے لمبے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا.........سب کیا میں خود بھی پھولن کی طرف دیکھتا ہوں وہ مجھ سے اچھی سرداری کر سکتی ہے۔

عورت منحوس ہوتی ہے مان سنگھ۔

مان سنگھ نے کہا یہ بات پھولن سے پوچھ لیتے ہیں عورت کی نحوست کو عورت ہی سمجھ سکتی ہے پھر قبل اس کے کہ مستقیم اسے روکتا، اس نے پھولن کو آواز دے کر بلایا اور کہا پھولن دیوی ایک الجھن کی سلجھن تو بتا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورت منحوس ہووے ہے۔

پھولن نے تیز نظروں سے مستقیم کی طرف دیکھا پھر غصے سے بولی میں تو یہ جانوں کہ عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والا یہ بات کبھی نہیں

کہہ سکتا اگر عورت منحوس ہووے تو پھر مرد منحوس کی اولاد ہووے یں۔

مان سنگھ نے مستقیم کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا واہ ری پھولن دیوی تو نے فیصلہ ہی کر دیا کیا خیال ہے مستقیم۔؟

مستقیم کھسیانا ہو گیا اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے۔........

مان سنگھ موضوع بدلتا ہوا بولا مستقیم تم کہاں جاؤ گے۔؟

میں بہت دور جاؤں گا مستقیم نے جواب دیا پہلے تو میں اپنے ایک کزن امام الدین سے ملنے جاؤں گا وہ یہاں سے کافی دور رہتا ہے چند روز اس کے پاس گزارنے کے بعد میں بمبئی چلا جاؤں گا اور ہجوم میں گم ہو جاؤں گا۔

بمبئی؟ کیا اتنا لمبا سفر کرنا خطرناک نہ ہوگا۔؟

اس وادی سے زیادہ خطرناک نہیں ہوگا۔

شام تک تمام ڈاکو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر رخصت ہو گئے۔

بلوان سنگھ چند روز تک پھولن دیوی اور مان سنگھ کے ساتھ رہا وہ روزانہ دس بارہ میل پیدل سفر کرتے تھے اور ابھی تک ان کا کسی پولیس پارٹی سے سامنا نہیں ہوا تھا بلوان سنگھ نے اپنے وعدے کے مطابق پھولن دیوی اور میرا ٹھاکر کو اینٹوں کے بھٹے پر کام دلا دیا بھٹے کا مالک، جو ہریجن تھا بلوان سنگھ کا پرانا دوست تھا بلوان سنگھ نے اسے پھولن اور میرا ٹھاکر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور کہا کہ وہ ان کا اچھی طرح خیال رکھے پھولن کو یہ بات پسند نہیں آئی اس نے بلوان سنگھ سے کہا کہ اسے ان کی اصلیت نہیں بتانی چاہیے تھی۔

یہ آدمی تجھے کبھی دھوکا نہیں دے گا۔ بلوان سنگھ نے اسے تسلی دی میں اس کی خاطر کرتا رہتا ہوں ویسے بھی یہ تیری جات برادری کا آدمی ہے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

بھٹے کے مالک نے پھولن اور میرا ٹھاکر کو اینٹیں ڈھونے کا کام دے

دیا اور گاؤں میں ان کی رہائش کا انتظام بھی کر دیا مان سنگھ نے اسی گاؤں سے کچھ دور گھاٹیوں میں رہائش اختیار کر لی وہ پھولن سے قریب رہنا چاہتا تھا۔

بلوان سنگھ سات آدمیوں کے ہمراہ جنوب کی طرف روانہ ہو گیا اس کے خیال میں یہ تعداد زیادہ تھی لہذا وہ جلد از جلد اپنے آدمیوں کو مختلف ٹھکانوں پر پہنچانا چاہتا تھا جب وہ بہتا نامی گاؤں کے قریب پہنچے تو رات ہو چکی تھی اس گاؤں میں ان کے چند دوست رہتے تھے انہوں نے وہاں چند روز آرام کرنے کا فیصلہ کیا مگر یہ فیصلہ بہت بڑی غلطی ثابت ہوا ایک شخص نے انعام کی امید میں ان کی مخبری کر دی یہ اطلاع ملتے ہی پولیس نے ایک مسلح پارٹی گاؤں روانہ کر دی ادھر بلوان سنگھ کو اپنے ایک ہمدرد کے ذریعے پولیس کی آمد کی اطلاع مل گئی لیکن اس وقت پولیس پارٹی ان کے سروں پر پہنچ چکی تھی انہوں نے پولیس پر

فائر کھول دیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے گھاٹیوں میں گھس گئے یہ جگہ نسبتاً محفوظ اور چھاپہ مار لڑائی کے لئے زیادہ موزوں تھی۔

لیکن پولیس بھی گھر سے فیصلہ کر کے آئی تھی وہ ان بھر بلوان سنگھ اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب کرتے رہے یہ تعاقب بائیس تیئس میل تک جاری رہا دریائے بیتوا کے قریب پہنچ کر چار ڈاکوایک کھوہ میں چھپ گئے اور تین گھات لگا کر بیٹھ گئے اس وقت شام ہو چلی تھی اور سائے لمبے ہو رہے تھے تعاقب کرنے والی پولیس پارٹی بھی خاصی تھک چکی تھی اور بے احتیاطی سے آگے بڑھ رہی تھی انسپکٹر مول چند نامی افسر سب سے آگے تھا جیسے ہی وہ ڈاکوؤں کے نشانے کی زد میں آیا ایک ڈاکو نے فائر کر دیا مول چند اچھل کر گر پڑا اس کے پیچھے سب انسپکٹر او دینیا تھا وہ جلدی سے آڑ میں ہو گیا اور انسپکٹر مول چند کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا گولی مول چند کی ٹانگ پر لگی تھی۔

قریب ہی مسلح پولیس کا ایک دستہ گشت کر رہا تھا انھوں نے جب
فائرنگ کی آواز سنی تو تیزی سے موقع پر پہنچ گئے انسپکٹر مول چند کے
دیگر ساتھی جو پھیل کر آگے بڑھ رہے تھے فائرنگ کی آواز سن کر ادھر
ادھر پوزیشنیں سنبھال کر بیٹھ گئے نئے دستے کی نظر انسپکٹر مول چند اور
سب انسپکٹر او دینیا پر پڑی چونکہ طویل تعاقب کی وجہ سے ان کے حلیے
خراب ہو رہے تھے اس لئے پولیس پارٹی یہ سمجھی کہ وہ ڈاکو ہیں اور
ڈاکوؤں کے معمول کے مطابق پولیس کی وردیاں پہنے ہوئے ہیں
انہوں نے فی الفور ایک ٹیلے کے پیچھے پوزیشن سنبھال لی انسپکٹر مول
چند اور اس کے ساتھی نے صورت حال کا اندازہ کرتے ہی رائفلیں
پھینک دیں ہاتھ اوپر کر دیے اور چیخ چیخ کر پولیس پارٹی کو یہ سمجھانے
کی کوشش کرنے لگے کہ وہ پولیس کے آدمی ہیں مگر پولیس پارٹی نے
اس بات کو چال سمجھا اور فائر کھول دیا مول چند اور اودینیا رینگتے

ہوئے آڑ میں ہو گئے ایک ڈاکو جوان سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اس موقع سے فائدہ اٹھاتا ہوا جھاڑیوں کی اوٹ میں آگے بڑھا اور نہایت صفائی کے ساتھ مول چند کی رائفل اپنے قبضے میں کر لی پھر اس نے زخمی انسپکٹر کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا لیکن سب انسپکٹر جان بچا کر بھاگ گیا یہ صورت حال دیکھ کر نئی پولیس پارٹی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا انہوں نے فی الفور بلوان سنگھ اور اس کے ساتھیوں کے گرد گھیرا ڈال لیا کچھ دیر گولیوں کا تبادلہ ہوتا رہا پھر پولیس پارٹی نے دستی بم پھینکنے شروع کر دیے چند لمحوں کے اندر بلوان سنگھ سمیت چھ ڈاکو ہلاک ہو گئے اور ایک زخمی حالت میں گرفتار کر لیا گیا۔

افسران بالا نے انسپکٹر مول چند کی ہلاکت پر رسمی افسوس کا اظہار کیا تاہم وہ خوش زیادہ تھے کیونکہ پھولن دیوی کے تعاقب کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ انہوں نے ایک ساتھ چھ ڈاکو ہلاک کئے تھے اور وہ تمام

پھولن کے ساتھیوں میں سے تھے گرفتار ہونے والے ڈاکو نے اسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ دیا اگر وہ زندہ رہتا تو شاید پولیس اس سے پھولن کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی۔

پھولن کی تلاشی کے دوران پولیس ان لوگوں سے بھی ملی جنہیں پھولن نے اغوا کیا تھا ان میں سے ایک شخص نے جو ایک بینک آفیسر کا کزن تھا پولیس کو پھولن کے حلیے اور رویے کے بارے میں بہت سی مفید باتیں بتائیں پھولن نے اسے تین روز تک یرغمال بنائے رکھا تھا بقول اس کے پھولن دیوی لومڑی کی طرح چالاک اور مکار ہے وہ کسی گاؤں میں ایک رات سے زیادہ نہیں ٹھہرتی وہ بہترین نشانہ باز ہے اور ہرنی کی طرح تیز دوڑتی ہے وہ عموماً چھالیہ چباتی رہتی ہے یرغمالی نے مزید بتایا کہ پھولن اور اس کے ساتھیوں نے اس کے ساتھ اچھا

سلوک کیا تھا اسے روزانہ چھ چپاتیاں دی جاتی تھیں اور ایک مسلح محافظ ہر وقت اس کی نگرانی کرتا رہتا تھا یر غمالی کے مطابق پھولن دیوی مان سنگھ پر بھی حکم چلاتی تھی اس کا رنگ گندمی اور چہرہ بیضوی ہے اس کے بال کٹے ہوئے ہیں اور وہ سرخ ربن باندھتی ہے کپڑے عموماً سیاہ رنگ کے پہنتی ہے۔

ادھر مستقیم نے روانگی سے قبل اپنی داڑھی صاف کر دی اور مونچھوں کی وضع تبدیل کر دی اسے چند ڈاکوؤں کے قتل کی خبر ملی تھی اور اس کی نظر میں بمبئی سے بہتر کوئی جائے پناہ نہیں تھی اس اثنا میں اس کے گروہ کا ایک ڈاکو جس کا نام رام کیش تھا پولیس کے ہتھے چڑھ گیا تھا پولیس نے اس پر خوب تشدد کیا شروع میں وہ ڈٹا رہا لیکن جب تشدد نا قابل برداشت ہو گیا تو اس نے پولیس کو بتا دیا کہ ڈاکوؤں کے گروہ وقتی طور پر ادھر اُدھر بکھر گئے ہیں کچھ ڈاکو یہ وقت اپنے رشتے داروں اپنے

دوستوں کے گھروں میں گزاریں گے کچھ شہروں میں چلے گئے ہیں کچھ نے جنگلوں میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا ہے یہ خبر ملتے ہی ڈی آئی جی مسٹر ونود جین نے تمام دیہی تھانوں کو ہدایات جاری کر دیں کہ وہ دیہاتوں میں نئے وارد ہونے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور وقتاً فوقتاً ڈاکوؤں کے رشتے داروں کے گھروں میں جھانکتے رہیں۔

چار مارچ کی صبح ضلع کانپور کے ایک گاؤں گالواپور کے بس اسٹاپ پر ایک بس رکی اور چند کسان مرد اور عورتیں بس سے اتریں ان میں دو آدمی ایسے بھی تھے جنہوں نے ڈھیلے ڈھالے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور کسانوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے کسی نے ان پر دوسری نظر نہیں ڈالی بس سے اتر کر وہ ایک قریبی دکان پر گئے اور چند چھوٹی موٹی چیزیں خریدیں ان میں چھالیہ بھی شامل تھی پھر وہ تقریباً پندرہ منٹ تک دکان کے سامنے پڑے ہوئے بینچ پر بیٹھے باتیں کرتے

رہے دونوں میں جو چھوٹا تھا اس نے ایک بیگ اٹھا رکھا تھا پندرہ منٹ کے بعد وہ اٹھے اور دستام پور جانے کے والے کچے راستے پر ہو لیے ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ دو پولیس والے سائیکلوں پر ان کی طرف بڑھے ان میں سے ایک سب انسپکٹر ہری رام پال تھا اور دوسرا کانسٹیبل ہری سنگھ تھا انہیں اسی صبح ڈی آئی جی کا یہ حکم موصول ہوا تھا کہ وہ دیہاتوں میں وارد ہونے والے نئے لوگوں پر نظر رکھیں۔

سب انسپکٹر ہری رام نے محسوس کیا کہ جس شخص نے بیگ اٹھایا ہوا تھا وہ انہیں دیکھ کر کچھ پریشان سا ہو گیا تھا اور اس نے اپنا راستہ بھی تبدیل کر لیا تھا سب انسپکٹر نے اسے آواز دے کر روکا اور بیگ کھولنے کے لئے کہا۔

کیا بات ہے بھائی۔؟ بیگ والے کے ساتھی نے کہا مسافروں کو کیوں پریشان کرتے ہو۔؟

بولنے والا مستقیم تھا اور جس نے بیگ اٹھا رکھا تھا وہ اس کا کزن امام الدین تھا۔

کانسٹیبل تحکمانہ لہجے میں بولا ہمارا کام ہی مسافروں کو تنگ کرنا ہے بیگ کھولتے ہو یا نہیں۔؟

مستقیم کو بلوان سنگھ کی کہی ہوئی بات یاد آ گئی اس نے عاجزانہ لہجے میں کہا جانے دو استاد، بیگ میں صرف میلے کپڑے ہیں خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع نہ کرو۔

بیگ کھولو۔ سب انسپکٹر نے سخت لہجے میں کہا نہیں تو چلو ساتھ تھانے۔

مستقیم کو غصہ آ گیا وہ امام الدین کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور اسے کہنی مار کر بولا چلو کھول دو بیگ انہیں خوش ہو لینے دو۔

دراصل بیگ کے اندر ایک بھرا ہوا پستول اور بھاری تعداد میں کرنسی نوٹ تھے امام الدین مستقیم کا اشارہ سمجھ گیا اس نے مستقیم کے قریب

کر کے بیگ کی زپ کھول دی مستقیم نے جلدی سے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور پستول نکالنے کی کوشش کی لیکن سب انسپکٹر ہری رام بے خبر نہیں تھا اس نے تیزی سے مستقیم کی کلائی پکڑ لی اور پستول چھیننے کی کوشش کرنے لگا امام الدین نے بیگ چھوڑ دیا اور سب انسپکٹر پر چڑھ دوڑا یہ دیکھ کر کانسٹیبل ہری سنگھ نے سائیکل ایک طرف پھینکی اور امام الدین کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے جھٹکا دیا اور زمین پر گرانے کی کوشش کی ہنگامہ دیکھ کر بہت سے لوگ موقع پر جمع ہو گئے سب انسپکٹر اور مستقیم لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑے سب انسپکٹر نے مستقیم کے ہاتھ پر زور سے پتھر مارا مستقیم کے ہاتھ سے پستول تو چھوٹ گیا پر اس کی لبلبی ٹوٹ گئی اب وہ چلنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد سب انسپکٹر اور کانسٹیبل نے محسوس کیا کہ ان کے حریفوں کا پلہ بھاری ہو رہا تھا ہری رام نے آس پاس کھڑے ہوئے

لوگوں سے مدد کی اپیل کی مگر کوئی بھی آگے نہیں بڑھا چند لمحوں کے بعد طالب علموں کی ایک ٹولی وہاں پہنچ گئی انہوں نے سب انسپکٹر کی اپیل پر مستقیم اور امام الدین کو گھیر لیا اور ان پر گھونسوں کی بارش شروع کر دی تھوری دیر کے اندر مستقیم اور امام الدین نڈھال ہو گئے ان کے اندر مقابلے کی سکت باقی نہیں رہی ان کے چہرے لہولہان ہو گئے تھے طالب علموں نے سب انسپکٹر کی شہ پر دونوں کو نیچے گرا دیا اور انہیں ٹھوکریں مارنے لگے چند ان کے اوپر چڑھ کر اچھلنے لگے۔

کون ہو تم۔؟ سب انسپکٹر نے پوچھا جلدی بتاؤ نہیں تو دونوں کو یہیں ختم کر دوں گا۔ تمہارا نام کیا ہے۔؟

اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ کی تلاشی لینی شروع کر دی جب اس نے بیگ میں نوٹوں کی گڈیاں دیکھیں تو اسے یقین ہو گیا کہ وہ دونوں ڈاکو ہیں طالب علموں نے جب دیکھا کہ دونوں اجنبی نڈھال ہو چکے

ہیں تو وہ ایک طرف ہو گئے مستقیم اور امام الدین اٹھ کر بیٹھ گئے مستقیم کو یقین ہو چکا تھا کہ اب ان کی اصلیت چھپی ہوئی نہیں رہ سکی۔

سب انسپکٹر نے اپنا سوال دہرایا۔ کیا نام ہے تمہارا۔؟

میرا نام جاننا چاہتے ہو۔ مستقیم نے کہا۔ تو سنو میں ڈاکوؤں کا سردار مستقیم ہوں تم نے اور ان لوگوں نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے اسے میں یاد رکھوں گا اور وقت آنے پر حساب برابر کروں گا۔

مستقیم کو اگرچہ لوگوں نے دیکھا نہیں تھا تاہم اس کا نام دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا طالب علموں نے جب اس کا نام سنا تو خوف کے باعث چند قدم پیچھے ہٹ گئے چند ایک ڈر کر بھاگ گئے وہاں کوئی شخص ڈاکوؤں کی دشمنی مول لینا پسند نہیں کرتا تھا سب انسپکٹر ہری رام اور کانسٹیبل ہری سنگھ بھی گھبرا گئے ہری سنگھ نے فوراً چند دیہاتیوں کو ساری بات سمجھا کر ڈیرہ پور تھانے کی طرف دوڑایا اور تھانے دار کو

پیغام بھیجا کہ وہ فوراً پولیس پارٹی کے ساتھ وہاں پہنچے ادھر ہری رام نے رسی کا انتظام کیا اور دونوں ملزموں کی مشکیں کس دیں۔

ایک چھوٹی سی غلطی نے مستقیم کو تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا تھا وہ گزشتہ تین روز سے جنگل میں پیدل سفر کرتا رہا تھا امام الدین سے ملاقات کے بعد وہ اسی طرح جنگلوں میں پیدل سفر کرتے ہوئے جنگلوں کے راستوں سے دستام پور جانا چاہتا تھا جہاں اس کا بھائی رہتا تھا کچھ رقم اس نے امام الدین کو دی تھی اور کچھ اپنے بھائی کو دینا چاہتا تھا لیکن امام الدین، جو اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا تھا اصرار کرنے لگا کہ آگے کا سفر انہیں بس میں کر لینا چاہیے مستقیم اگرچہ اس بات کو احتیاط کے خلاف سمجھتا تھا تاہم امام الدین کی سہولت کے پیش نظر راضی ہو گیا لیکن یہ چھوٹی سی بے احتیاطی بھیانک صورت اختیار کر گئی تھی۔

تم چاہتے کیا ہو؟ اس نے ہری رام سے کہا میں تمہارے ساتھ بات چیت کر سکتا ہوں اگر تم نے مجھے گرفتار کر لیا تو یاد رکھو یہ سودا تمہیں مہنگا پڑے گا۔

ہری رام نے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری اب بھی دھمکیاں دینے سے باز نہیں آتے میرے سودے کی فکر نہیں کرو، اب تجھے باہر کی ہوا نصیب نہیں ہو گی۔

گدھے کی اولاد۔........... مستقیم ایک آدمی کا نام نہیں ہے ایک مستقیم کے اندر ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس وادی میں سینکڑوں مستقیم موجود ہیں وہ تیری اولاد کو یتیم نہیں کریں گے، تجھے بے اولاد کر دیں گے۔

اس تقریر پر اسے چند ٹھوکریں کھانا پڑیں مگر وہ مرعوب نہیں ہوا۔

تھوڑی دیر کے اندر چار سپاہی جنہوں نے رائفلیں اٹھا رکھی تھیں ایک

وین میں وہاں پہنچ گئے۔

مستقیم نے کہا۔ مجھے جہاں مرضی لے جاؤ لیکن امام الدین کو چھوڑ دو اس نے کوئی جرم نہیں کیا۔ یہ میرے کسی کام میں شامل نہیں ہے۔

ہمیں قانون نہ پڑھاؤ............سب انسپکٹر نے کہا ہم تمہیں بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور امام الدین کو بھی پہچانتے ہیں اٹھاؤ ان کو........گاڑی میں ڈالوانہیں۔

میری رقم کا کیا بنے گا۔؟ مستقیم نے پوچھا میں یہ رقم غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئے لایا تھا اس نے آس پاس کھڑے لوگوں سے کہا تم لوگ گواہ رہنا میں اپنی رقم پولیس کے پاس امانت کے طور پر رکھوا رہا ہوں۔

تماشائیوں نے سب انسپکٹر کو تھیلے میں سے سو روپے والے نوٹوں کی ایک گڈی نکالتے دیکھا تھا تھیلے میں اس کے علاوہ بھی رقم موجود تھی

سب انسپکٹر ہری رام نے مستقیم کی انگلیوں سے چار طلائی انگوٹھیاں اور کلائی کی گھڑی اتار لی پھر اس کی نظر اس طلائی زنجیر پر پڑی جو مستقیم نے گلے میں پہن رکھی تھی زنجیر کے ساتھ ایک تعویذ بھی تھا جب ہری رام نے زنجیر کی طرف ہاتھ بڑھایا تو مستقیم نے سر جھکا کر تعویذ کو بوسہ دیا ہری رام نے جھٹکے سے زنجیر نوچ لی اور اپنے آدمیوں کو دوبارہ حکم دیا کہ انہیں گاڑی میں ڈالو۔

انسپکٹر میں تم سے دوبارہ کہتا ہوں کہ امام الدین کو چھوڑ دو مستقیم نے کہا۔ یہ بے قصور ہے۔

ہری رام نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی دو سپاہی آگے بڑھے اور دونوں کو بھوسے کی بوریوں کی طرح اٹھا کر وین میں پھینک دیا امام الدین درد کے باعث چلا اٹھا۔

وین ڈیرہ پور کی طرف روانہ ہوگئی۔

چند منٹوں کے بعد تماشائیوں نے گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں وہ صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد اس طرف دوڑے جس طرف سے فائرنگ کی آواز آئی تھی کچھ فاصلے پر ایک پل تھا تماشائیوں نے دیکھا کے پل کے قریب پولیس کی وین کھڑی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر دو لاشیں پڑی تھیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ لاشیں مستقیم اور امام الدین کی تھیں۔

ایک کسان جو قریبی کھیتوں میں کام کر رہا تھا اس نے بتایا کہ سارا واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا تھا جب وین رکی تو شور کی آواز سنی، اس نے کہا میں کام چھوڑ کر اس طرف دیکھنے لگا میں نے دیکھا کہ پولیس والے ایک آدمی کو جس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے گھسیٹ کر باہر لائے اور اسے جنگل کی طرف دھکیل دیا پہلے تو وہ آدمی اس طرف جانے پر تیار نہیں تھا مگر پھر وہ آڑھا ترچھا دوڑنے لگا

فوراً ہی ایک سپاہی نے شاٹ گن سے اس پر فائر کیا اور وہ زمین پر گر پڑا دوسرے سپاہی نے آگے جا کر رائفل سے اس پر گولیاں چلائیں اور وہ فوراً ٹھنڈا ہو گیا پھر انہوں نے ایک دوسرے آدمی کو وین سے نکالا اور اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا میں یہ ظلم دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگا۔

لیکن پولیس نے اس سانحے کے بارے میں جو پریس نوٹ جاری کیا وہ بالکل مختلف تھا پریس نوٹ کے مطابق چار مارچ کی صبح پولیس کی دو پارٹیاں ڈیوٹی سے واپس آرہی تھیں کہ انہوں نے چند مشتبہ افراد کو بستی کی طرف بڑھتے دیکھا پولیس نے جب انہیں للکارا تو انہوں نے فائرنگ شروع کر دی پولیس پارٹی نے پوزیشن سنبھال لی اور جوابی فائرنگ کی پھر انہوں نے زبردست جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو ڈاکوؤں کو ہلاک کر دیا باقی ڈاکو جن کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی

اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی کہ ہلاک ہونے والوں میں سے ایک ڈاکوؤں کا سرغنہ مستقیم تھا جو بابا مستقیم کے نام سے مشہور ہے دوسرے ڈاکو کی شناخت نہیں ہوسکی پولیس کے ایک ترجمان نے بابا مستقیم کی ہلاکت پر اطمینان کا اظہار کیا اور شاندار کارنامے کا سہرا ڈی آئی جی مسٹر ونو دجین کے سر باندھا اس نے کہا کہ مسٹر ونو دجین بنفس نفیس پولیس پارٹیوں کے ہمراہ وادی میں گشت پر جاتے رہے ہیں اور موقع پر ہدایات جاری کرتے رہے ہیں۔

نئے آئی جی پولیس مسٹر این کے ورما نے کہا کہ مستقیم کی ہلاکت کے بعد پولیس پھولن دیوی کے گرد گھیرا تنگ کر رہی ہے اس پر ایک اخبار نویس نے مسٹر ورما سے پوچھا کہ کیا پولیس کو پھولن دیوی کا ٹھکانہ معلوم ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ٹھکانہ معلوم ہوئے بغیر کسی کے

گرد گھیرا نہیں ڈالا جا سکتا۔

آئی جی پولیس نے یہ بیان درحقیقت ایک قیاس کی بنیاد پر دیا تھا انہیں یہ یقین تھا کہ پھولن دیوی اور دیگر ڈاکو مستقیم کے گھر پر تعزیت کرنے ضرور آئیں گے ڈاکوؤں کی یہ پرانی روایت ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں ضرور شریک ہوتے ہیں خواہ ان کے تعلقات کتنے ہی کشیدہ کیوں نہ ہو اس قیاس کی بنیاد پر آئی جی نے مستقیم کے گاؤں میں چند سادہ لباس پولیس والوں کو متعین کر دیا لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ پھولن دیوی نے بھی ہر طرف سے مخبروں کا جال پھیلا رکھا ہے اسے پولیس کی نقل و حرکت کی خبریں برابر مل رہی تھیں۔

اسے اور میرا ٹھاکر کو بھٹے پر کام کرتے ہوئے کئی روز ہو چکے تھے وہ اینٹیں سروں پر اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی تھیں پھولن نے اپنے گروہ کے چند ڈاکوؤں کو بھی بھٹے پر ملازم رکھوا دیا تھا بھٹے کے

مالک نے اسے کئی بار کہا کہ وہ بے شک کام کیئے بغیر تنخواہ لیتی رہے لیکن اس نے یہ بات پسند نہیں کی بولی اگر تم مجھے کام کے بغیر تنخواہ دو گے تو دوسرے ملازموں کو شک ہو جائے گا۔

چھ مارچ کو یعنی مستقیم کے قتل کے تیسرے دن جیون گھبرایا ہوا پھولن کے پاس آیا وہ دوپہر کا وقت تھا اور دھوپ میں اینٹیں ڈھونے کی وجہ سے پھولن کا حلیہ سخت خراب ہو رہا تھا گرد اور پسینے نے اس کے چہرے کو نا قابل شناخت بنا دیا تھا جیون کو دیکھ کر اس نے اپنا پھیرا مکمل کیا اور اینٹوں کے ایک ڈھیر کے سائے میں بیٹھ کر ساڑھی کے پلو سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

کیا بات ہے جیون۔اس نے کہا تو کچھ پریشان دکھے ہے۔

ہاں میں بہت پریشان ہوں بہت بری خبر لایا ہوں۔

ارے کچھ بولو بھی کیا خبر لائے ہو۔؟

مستقیم کو پولیس نے قتل کر دیا ہے جیون نے کہا۔ مجھے ابھی ابھی گاؤں کے ایک آدمی نے بتایا ہے اس کے ساتھ امام الدین کو قتل کر دیا ہے۔

یہ تو بہت بری خبر سنائی ہے تو نے پھولن افسردہ ہو گئی۔ پہلے بلوان سنگھ گیا اب مستقیم بھی گیا کیا ہوا تھا۔؟

جیون نے ادھر اُدھر دیکھا اور بولا سنا ہے کہ مستقیم دستام پور اپنے بھائی کے پاس جا رہا تھا امام الدین بھی اس کے ساتھ تھا کہتے ہیں کہ اس نے پولیس کو دیکھ کر پستول نکالنے کی کوشش کی اور پکڑا گیا پولیس نے دونوں کو جنگل لے جا کر چھوڑ دیا اور پیچھے سے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اخبار میں یہ لکھا ہے کہ مستقیم کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے اور انہوں نے پولیس کا مقابلہ کیا تھا۔

یہ جھوٹ ہے پھولن نے کہا۔ مستقیم اکیلا تھا اسے پولیس کا مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

کیا تو اس کے گھر افسوس کرنے جائے گی۔؟

پھولن نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا ارے تو کیسی مورکھوں جیسی بات کرے پھولن دیوی افسوس کرنے نہیں جائے گی تو اور کون جائے گا پر ابھی نہیں۔ پولیس والے کتوں کی طرح گاؤں میں گھوم رہے ہوں گے پہلے مجھے مان سنگھ سے مشورہ کرنا پڑے گا۔

مان سنگھ آج رات تجھ سے ملنے کے لئے آئے گا جیون نے اسے بتایا۔ اتنے میں میرا ٹھاکر بھی اس کے قریب پہنچ گئی بلوان سنگھ کی موت کے بعد وہ خود کو بالکل بے سہارا محسوس کرنے لگی تھی جب اس نے مستقیم کی موت کی خبر سنی تو بولی۔ اب تو میری ساری عمر اس بھٹے پر اینٹیں ڈھوتے گزرے گی۔ سارے سہارے ایک ایک کر کے ختم ہوتے جا رہے ہیں پھولن تیرا ارادہ کیا ہے۔؟

پھولن پرجوش لہجہ میں بولی۔

جاری ہے

﴾جاری ہے﴿